

زکوٰۃ

کے مسائل و فوائد

میاں محمد جمیل ایم۔اے

ابو ہریرۃ اکیڈمی
۳۷- کریم بلاک اقبال ٹاؤن - لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

زکوٰۃ کے مسائل وفوائد

میاں محمد جمیل ایم اے

فاضل اردو، علوم اسلامیہ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اکیڈمی

37- کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون 5417233

زکوٰۃ کے مسائل وفوائد

از .... میاں محمد جمیل

پہلا ایڈیشن .... نومبر 2001ء

تعداد 2200

دوسرا ایڈیشن .... اکتوبر 2003ء

تیسرا ایڈیشن .... رمضان المبارک نومبر 2004ء

تعداد 1100

قیمت .... -/50روپے

ناشر .... ابوہریرۃؓ اکیڈمی

تالیفاتِ اکیڈمی

اکیڈمی کی کتب فرقہ واریت سے مبرّا، روح اسلام کی ترجمان زبان تعلیم یافتہ حضرات کے مزاج کے مطابق، انداز نہایت شستہ اور دل پذیر ہونے کی وجہ سے قبولیت عامہ کا شرف پا رہی ہیں۔ نہایت مختصر مدت میں کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ خود پڑھیں اور لوگوں کو پڑھائیں تاکہ تعلیمِ نبوت عام ہو جائے۔

طلبا اور فری تقسیم کے لئے خصوصی رعایت

حقوق بحق اکیڈمی

فہرست

باب ۴

یہ کس طرح ممکن ہوا

باب نمبر ۷

اگر تمہیں علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ لیا کرو۔ (القرآن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آرزو

دولت اور وسائل کی فراوانی کے باوجود دنیا میں کروڑوں انسان بنیادی ضروریات سے محروم اور غربت کی چکی میں پس رہے ہیں۔ یہ نام نہاد ترقی یافتہ دور کے منہ پر طمانچہ اور بین الاقوامی معاشیات کے ماہرین کے لئے باعث شرم، بالخصوص مسلمان حکمرانوں اور معیشت کے علمبردار مسلم سرکاری اور درباری سکالروں کے لئے انتہا درجہ کی ندامت کا مقام ہے۔

کیونکہ آج بے پناہ وسائل، ان گنت ذرائع آمدنی، پٹرول اور دیگر معدنیات کے خزانے مسلم حکومتوں کے پاس کثیر مقدار میں موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اغیار کے مقابلے میں مسلمانوں میں غربت و افلاس کا دور دورہ ہے۔ مالی بے چارگی نے مسلمانوں کے اخلاقی اور دینی اقدار کو تباہ کر دیا ہے۔ کروڑوں مسلمان معاشی تنگی کی وجہ سے روٹی کے دھندے کے علاوہ کسی دوسری طرف سوچنے اور دیکھنے کی فرصت نہیں پاتے جبکہ اسلام کا معاشی پروگرام تو وہی ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل تھا اور اسی نظام کی بدولت سرورِ گرامی ﷺ نے مکہ معظمہ، ہجرت کے دوران اور غزوہ خندق کے موقع پر پیش گوئیاں فرمائیں کہ وہ وقت آئے گا جب مسلمانوں کی معیشت اس قدر مضبوط اور صحیح خطوط پر استوار ہوگی کہ مخیّر حضرات مساکین کو ڈھونڈتے پھریں گے لیکن انہیں مستحق دستیاب نہیں ہوگا۔

اگر مسلمان حکمران دیانت داری اور دانش مندی کے ساتھ اس نظام کو آج بھی عملاً اپنانے کی کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلم رعایا غربت کے ہاتھوں نجات نہ پا سکے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو نظام معیشت ہمیں عطا فرمایا ہے وہ دولت مند اور غریب

دنیااور آخرت کے لئے یکساں طور پر سب کے لئے مفید ہے۔ پھر دنیا سینکڑوں سال اس تجربے کے نتائج وثمرات دیکھ چکی ہے۔ اوراس کا متبادل نظام دنیا میں موجود نہیں اور نہ ہی وہ کامیاب ہوسکتا ہے۔ اگر مسلمان اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی اور اسلامی نظام معیشت کو چھوڑ کر دوسرے نظام ہائے زندگی کو اختیار کرتے رہیں گے تو وہ وسعت وکشادگی کے باوجود غربت وافلاس کے چنگل سے نجات نہیں پاسکتے۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى○ (طه ۱۲۴. پ ۱۶)

''اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے''۔

اس کربناک صورت حال سے نجات پانے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم موجودہ بینکاری نظام چھوڑ کر اسلامی خطوط پر مبنی معیشت اور طرزِ زندگی کو اپنائیں۔ ''رب کریم کا وعدہ ہے کہ میں ایسے لوگوں پر زمین وآسمان کی برکات کے دروازے کھول دوں گا''۔ اس کتاب میں زکوٰۃ کے مسائل وفوائد کے ساتھ ان اصولوں کا تذکرہ بھی موجود ہے جن کو اپنا کر ہم اپنی دنیاوآخرت کو خوبصورت اور آسان بنا سکتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ○ (الاعراف ۹۶. پ ۹)

''اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ مگر انہوں نے تو جھٹلایا، لہذا ہم نے اس بری کمائی کے حساب میں انہیں پکڑ لیا جو وہ سمیٹ رہے تھے''۔

آپ ﷺ کا فرمان

فَاِنَّ السَّاعَةَ لَاتَقُوْمُ حَتّٰی یَطُوْفَ اَحَدُکُمْ بِصَدَقَتِهٖ لَا یَجِدُ مَنْ یَّقْبَلُهَا مِنْهُ

(بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

قیامت نہیں آئے گی جب تک زکوٰۃ دینے والے سرگرداں نہیں پھریں گے لیکن انہیں قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔

نبی کریم ﷺ کا معاشی پروگرام

عقائد ونظریات کی تبدیلی کے ساتھ مکی دور میں نبی اکرم ﷺ کے پروگرام میں یہ بات شامل تھی کہ لوگوں کے معاشی حالات بھی درست ہونے چاہییں۔ آپ ﷺ کے سامنے معاشیات کی درستگی کا واضح نقشہ موجود تھا جس کی روشن مثال ابتدائی ایام کے حوالے سے ہم حدیث کی اعلیٰ ترین کتاب بخاری شریف سے پیش کرنا چاہیں گے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ آپ ﷺ کس اعتماد کے ساتھ معیشت کی بحالی، مستقبل کے آئینے میں دیکھ رہے تھے۔ حاتم طائی کے صاحبزادے عدی اب تک مسلمان نہیں ہوئے ان کا بیان ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا دو آدمی آپ ﷺ کے سامنے یکے بعد دیگرے معاشی بدحالی اور بدامنی کے بارے میں شکایت کرتے ہیں۔ پہلے نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ ﷺ معاشی حالات اس قدر ناہموار ہو چکے ہیں کہ تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا اور پیٹ بھرنے کے لئے چند لقمے میسر نہیں جبکہ دوسرا امن وامان کی شکایت کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ راستے کٹ چکے آپ ﷺ بیت اللہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے شکایت سنتے ہی سیدھے بیٹھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

قَالَ سَمِعْتُ عَدِیَّ بْنَ حَاتِمٍ یَقُوْلُ کُنْتُ عِنْدَالنَّبِیِّ ﷺ فَجَاءَ هُ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا یَشْکُوْ الْعَیْلَةَ وَالْاٰخِرُ یَشْکُوْ قَطْعَ السَّبِیْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا قَطْعُ السَّبِیْلِ فَاِنَّهُ لَا یَاْتِیْ عَلَیْکَ اِلَّا قَلِیْلٌ حَتّٰی تَخْرُجَ الْعِیْرُ اِلٰی مَکَّةَ بِغَیْرِ خَفِیْرٍ وَاَمَّا الْعَیْلَةُ فَاِنَّ السَّاعَةَ لَاتَقُوْمُ حَتّٰی یَطُوْفَ اَحَدُکُمْ بِصَدَقَتِهٖ لَا یَجِدُ مَنْ یَّقْبَلُهَا مِنْهُ ثُمَّ لَیَقِفَنَّ اَحَدُکُمْ

بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ لَیْسَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهٗ حِجَابٌ وَلَا تَرْجُمَانٌ یُتَرْجِمُ لَهٗ ثُمَّ لَیَقُوْلَنَّ لَهٗ اَلَمْ اُوْتِکَ مَالًا فَلَیَقُوْلَنَّ بَلٰی ثُمَّ لَیَقُوْلَنَّ اَلَمْ اُرْسِلْ اِلَیْکَ رَسُوْلًا فَلَیَقُوْلَنَّ بَلٰی فَیَنْظُرُ عَنْ یَّمِیْنِهٖ فَلَا یَرٰی اِلَّا النَّارَ ثُمَّ یَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهٖ فَلَا یَرٰی اِلَّا النَّارَ فَلْیَتَّقِیَنَّ اَحَدُکُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ(بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

''عدی بن حاتمؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس موجود تھا کہ آپ کی خدمت میں دو آدمی حاضر ہوئے ان میں سے ایک معاشی بدحالی اور دوسرا بدامنی کی شکایت کر رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جو بدامنی ہے عنقریب وقت آنے والا ہے کہ ایک قافلہ مکہ کی طرف بغیر حفاظتی دستے کے آئے گا۔ جہاں تک معاشی بدحالی کا معاملہ ہے تو قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم اپنے صدقے لوگوں کے سامنے پیش کرو گے اور اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔ پھر تم اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہوگے تمہارے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ اور کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا؟ آدمی جواب دے گا کیوں نہیں! پھر رب العزت سوال کرے گا کہ کیا میں نے تمہاری طرف اپنا رسول مبعوث نہیں کیا تھا؟ تو جواب دے گا کیوں نہیں! پھر آدمی اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو آگ ہوگی، بائیں جانب بھی آگ ہی آگ دیکھ رہا ہوگا، تم میں سے ہر ایک کو آگ سے بچنا چاہیے اگرچہ اسے آدھی کھجور ہی صدقہ کرنی پڑے، اگر وہ اتنا بھی نہ کر سکے تو دوسرے کو اچھی بات کی تلقین کرتا رہے یہ بھی صدقہ ہی شمار ہوگا۔

یہ پیشگوئیاں آپ ﷺ نے ہجرت کے دوران سو اونٹ کے لالچ میں آکر پیچھا

کرنے والے سراقہ کو اور غزوۂ خندق کے موقعہ پر بھی ارشاد فرمائی تھیں۔

اس نظام کی کامیابی کے لئے قرآنِ مجید کی ہدایات کی روشنی میں آپ ﷺ اور آپ کے رفقاء رضی اللہ عنھم نے معاشی قربانیاں دیں اور غربت کے تدارک کے لئے پھر اس طرح منصوبہ بندی فرمائی کہ جس کی مثال رہتی دنیا تک ملنی مشکل ہے۔ تب جا کر وہ ماحول پیدا ہوا جس کی آپ ﷺ نے ابتدائی ایام میں پیشگوئی فرمائی تھی۔ یہ منصوبہ بندی، قرآنی ہدایات کی پیروی اور بے پناہ اخلاص کا نتیجہ تھا کہ ٹھیک ۳۵ سال کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور بنی امیہ کے دور میں حقیقتاً زکوٰۃ دینے والے سرگرداں پھر رہے تھے۔ کوشش بسیار کے باوجود انہیں زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔ جب کہ آج معاشیات کے بین الاقوامی ماہر اور بے پناہ وسائل رکھنے والی حکومتیں بلند بانگ دعوؤں کے باوجود عوام کو دو وقت کی روٹی اور تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا اور تڑپتے ہوئے مریض کو دوائی فراہم نہیں کر سکیں۔

مکہ میں معاشی احکامات

دینِ اسلام کا جمال وکمال یہ ہے کہ یہ ایسے ارکان واحکام پر مشتمل ہے جن کا تعلق ایک طرف خالقِ کائنات اور دوسری جانب مخلوق کے ساتھ استوار کیا گیا ہے۔ دین فرد کی انفرادیت کا تحفظ کرتے ہوئے اجتماعی زندگی کو ہر حال میں قائم رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ اس کے بنیادی ارکان میں کوئی ایسا رکن نہیں جس میں انفرادیت کے ساتھ اجتماعی زندگی کو فراموش کیا گیا ہو۔ توحید ورسالت سے مسلمان فکری اور اعتقادی طور پر یکسو ہو جاتے ہیں۔ جبکہ پانچ وقت کی نماز مسلمانوں کو یک سمت اور ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ روزہ عملی طور پر امرا کے دل میں غریب کی غربت کا احساس دلاتے ہوئے قلبی طور پر ایک دوسرے کے قریب کرتا ہے۔ جب نمازیوں کو رات اور دن میں پانچ مرتبہ ایک دوسرے سے جڑ کر اللہ کی بارگاہ میں اکٹھے ہونے کا حکم ہے تو شریعت اس بات کو کس طرح گوارا کر سکتی تھی کہ ایک شخص زرق برق لباس پہنے خوشحال زندگی بسر کر رہا ہو اور اس کے ساتھ کھڑے ہونے والا جسم پر چیتھڑے لپیٹے زندگی کے تھپیڑے کھاتا رہے۔ لہٰذا اس سماجی اور معاشی اونچ نیچ اور تہذیبی افراط وتفریط کو توازن کے پیمانے کے قریب رکھنے اور باہمی تعاون کا شعور اور تحریک پیدا کرنے کے لئے قرآنِ حکیم نے بار بار صدقہ وخیرات کی نہ صرف تلقین اور تعلیم دی بلکہ لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے سے آنکھیں چرا کر مال اکٹھا کرنے کو جہنم کے انگارے جمع کرنے کے مترادف قرار دیا اور ایسے شخص کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ عملاً قیامت کا بھی منکر ہے۔ جبکہ زکوٰۃ کی فرضیت کا فرمان مدینہ میں جاری ہوا۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِنِ ۝ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝ (الهمزة. پ ۳۰)

''تباہی ہے ہر ایسے شخص کے لیے جو روبرو طعن اور پیٹھ پیچھے برائیاں کرنے کا خوگر ہے۔ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کو ہمیشہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں! وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ؟ اللہ کی آگ ہے خوب بھڑکائی ہوئی جو دلوں تک پہنچے گی وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی (اس حالت میں کہ وہ) لمبے لمبے ستونوں میں (گھرے ہوئے ہوں گے)''۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ (الماعون. پ ۳۰)

''تم نے دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔ جو ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں لوگوں کو دینے سے گریز کرتے ہیں''۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (البقرة ۲۵۴. پ ۳)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جو کچھ مال و متاع ہم نے تم کو بخشا ہے، اس میں سے خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آئے، جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی، نہ دوستی کام آئے گی اور نہ سفارش چلے گی، اور ظالم اصل میں وہی ہیں جو انکار کی روش اختیار کرتے ہیں''۔

قرآنِ مجید کے بار بار انتباہ سے مسلمانوں میں یہ ماحول پیدا ہو گیا کہ پوچھتے پھر رہے تھے کہ کم از کم کتنا مال اپنے پاس رکھنا جائز ہے۔ اور کتنا خرچ کرنا چاہیے؟ بعد ازاں زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد مال رکھنا جائز قرار دیا گیا۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ٥ (البقرۃ ۲۱۹۔ پ ۲)

''پوچھتے ہیں! ہم راہِ خدا میں کیا خرچ کریں؟ کہو جو کچھ تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو اس طرح اللہ تمہارے لئے صاف صاف احکام بیان کرتا ہے شاید کہ تم دنیا اور آخرت دونوں کی فکر کرو''۔

زکوٰۃ کی تاریخی حیثیت

تمام انبیائے عظام کی تشریف آوری کا مقصد دین کی اشاعت اور اس کا نفاذ قرار پایا اور دین کا مرکزی نقطۂ نگاہ انسان کی ہر اعتبار سے خیر خواہی قرار دیا گیا۔ اس مفہوم کو نبی اکرم ﷺ نے ایک مجلس میں اس طرح بیان فرمایا:

محفل میں آپ ﷺ جلوہ افروز ہیں اچانک ایک شخص سوال کرتا ہے کہ جناب دین کا مقصد کیا ہے؟ آپ ﷺ بلا تامل یہ ارشاد فرماتے ہیں

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

''دین خیر خواہی کا نام ہے۔''

یہ خیر خواہی صرف ہدایت وراہنمائی، تعلیم وتلقین پر ہی بس نہیں بلکہ اس کے لئے باقاعدہ عملی نظام قائم کیا گیا۔ کیونکہ بیمار کو دوائی کی ضرورت ہے، بھوکا کھانے کے بغیر سیر نہیں ہوسکتا۔ فقط وعظ ونصیحت سے دکھیارے کے دکھ کا علاج ممکن نہیں۔ اسے تو عملی اور مالی تعاون کی ضرورت ہے جب تک ایسا نہیں ہوگا اس کی تکلیف رفع نہیں ہوسکتی۔ اسی بنا پر تمام انبیا علیھم السلام نے اپنے اپنے دور میں حکم خداوندی سے زکوٰۃ کو لازم اور فرض قرار دیا خاص کر بنی اسرائیل کے تذکرے میں اس کو خدائی عہد وپیمان کا نام دیا گیا ہے:

وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ○ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ○ (انبیاء ۷۲، ۷۳. پ ۱۷)

''اور ہم نے اسے (ابراہیم علیہم السلام کو) اسحاق عطا کیا اور یعقوب اس پر مزید اور ہر ایک کو صالح بنایا۔ اور ہم نے ان کو امام بنا دیا۔ جو ہمارے حکم سے راہنمائی کرتے تھے

اور ہم نے انہیں وحی کے ذریعے نیک کاموں کی اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کی ہدایت کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے''۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا o وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا o (مریم ۵۴، ۵۵ پ ۱۶)

''قرآن مجید میں سے اسماعیل کا تذکرہ کیجئے۔ بلاشبہ وہ عہد کے سچے رسول، نبی تھے۔ وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ اور اپنے رب کے ہاں نہایت ہی پسندیدہ انسان تھے''۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِيًّا o وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا o (مریم ۳۰، ۳۱ پ ۱۶)

''میں اللہ کا بندہ ہوں (عیسیٰ علیہم السلام) اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ اور میں جہاں بھی رہوں مجھے بابرکت بنایا اور زندگی بھر کے لئے نماز، زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا''۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ o (البقرۃ ۸۳ پ ۱)

''یاد کرو جب اسرائیل کی اولاد سے ہم نے پختہ عہد لیا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ ماں باپ، رشتے داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا، لوگوں سے بھلی بات کہنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا، مگر تھوڑے آدمیوں کے سوا تم سب اس عہد سے پھر گئے اور اب تک پھرے ہوئے ہو''۔

وَمَا تفرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ ۢ بَعْدِ مَاجَآءَ تْهُمُ الْبَيِّنَةُ ○وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ○(البينة ۴، ۵ پ ۳۰)

"پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں تفرقہ برپا نہیں ہوا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس (راہِ راست) کا واضح بیان آ چکا تھا۔ اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں یہی نہایت صحیح درست دین ہے"۔

امّتِ مسلمہ کو ارشادات

قرآن مجید میں تقریباً ۸۲ مقامات پر زکوٰۃ کا ذکر موجود ہے کبھی تو پہلی امتوں اور انبیا علیہم السلام کے حوالے سے اور کبھی امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو براہ راست احکام جاری فرمائے۔ اسلام کے بنیادی ارکان کی طرح زکوٰۃ کو بھی مسلم اور غیر مسلم کے درمیان حدِ فاصل کے طور پر بیان فرماتے ہوئے اپنی رحمتوں کا وسیلہ قرار دیا:

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ○ (توبة ۱۱ . پ ۱۰)

"پس اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں اور جاننے والوں کے لئے ہم اپنے احکام واضح کئے دیتے ہیں"۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

(توبہ ۷۱.پ ۱۰)

''مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔ یقیناً اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے''۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ (المائدہ ۱۲.پ ۶)

''اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا اور ان میں بارہ نقیب مقرر کیے تھے اور ان سے کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نے نماز قائم رکھی اور زکوٰۃ دی اور میرے رسولوں کو مانا اور ان کی مدد کی اور اپنے خدا کو اچھا قرض دیتے رہے تو یقین رکھو کہ میں تمہاری برائیاں تم سے زائل کر دوں گا اور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی مگر اس کے بعد تم میں سے جس نے کفر کی روش اختیار کی تو درحقیقت اس نے سیدھا راستہ گم کر دیا''۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (مزمل ۲۰.پ ۲۹)

''نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دو۔ جو کچھ بھلائی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے، وہی زیادہ بہتر ہے اور اس کا اجر بہت بڑا ہے اللہ سے مغفرت مانگتے رہو، بے شک اللہ بڑا غفور و رحیم ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ٥ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ٥(مائدة٥٥، ٥٦. پ٦)

''تمہارے دوست تو حقیقت میں صرف اللہ اور اللہ کا رسول اور وہ اہلِ ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول اور اہلِ ایمان کو اپنا دوست بنا لے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے۔''

مدینہ میں زکوٰۃ کی فرضیت کا اعلان

جیسا کہ ابھی ذکر ہوا کہ مکی دور میں صدقہ وخیرات کو زکوٰۃ کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے ادائیگی زکوٰۃ کے لئے ذہن سازی کی جارہی تھی تاکہ آگے چل کر نظامِ زکوٰۃ کی بنیاد رکھی جاسکے۔ چونکہ مکہ معظّمہ میں چند لوگوں کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے والوں کی غالب اکثریت فاقہ مست اور محنت کش افراد پر مشتمل تھی اس لئے زکوٰۃ کا تذکرہ صدقہ وخیرات کے معنٰی میں کیا جاتا رہا۔ ہجرت سے مسلمانوں کو آزاد ماحول اور مدینہ طیبہ کی شکل میں ایک مرکز حاصل ہو چکا تھا۔ اس طرح دنیا میں پہلی اسلامی مملکت معرضِ وجود میں آئی جس کے لئے باضابطہ فنڈ کا قیام لازمی تھا۔ اب زکوٰۃ کو نفلی صدقہ وزکوٰۃ کے بجائے فرضیت کا درجہ دے دیا گیا۔ قرآنِ مجید نے نماز، زکوٰۃ کی ادائیگی کو مسلمانوں پر فرض قرار ہی نہیں دیا بلکہ مسلم اور کافر کے درمیان حدِ امتیاز مقرر فرمایا ہے اسی بنیاد پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا تھا

وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ. (مشکوٰۃ. کتاب الزکوٰۃ)

''اللہ کی قسم! میں نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرنے والوں کے خلاف جنگ کروں گا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اقدام کا سبب یہ تھا کہ قرآنِ مجید میں اکثر مقامات پر نماز اور زکوٰۃ کو یکجا ذکر کیا گیا ہے۔ اس ترتیب اور یکسانیت کی وجہ سے کوئی فرد یا وفد حلقۂ دین میں شمولیت کا اظہار کرتا تو آپ ﷺ اس پر دوسرے احکامات کے ساتھ یہ شرط عائد فرماتے کہ صاحب نصاب ہونے کی صورت میں تمہیں ہر حال زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن جریر بجلی رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ جب میں آپ ﷺ کے

دست مبارک پر بیعت کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھ تمہیں نماز اور زکوٰۃ ادا کرنا پڑے گی ایسے ہی آپ ﷺ کے پاس قبیلہ عبدالقیس کا وفد حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ ان کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِالْقَیْسِ لَمَّا اَتَوُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ''مَنِ الْقَوْمُ اَوْمَنِ الْوَفْدُ؟'' قَالُوْا رَبِیْعَۃُ قَالَ: ''مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْبِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَدَامٰی'' قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَّاتِیَکَ اِلَّا فِی الشَّھْرِالْحَرَامِ وَبَیْنَنَا وَبَیْنَکَ ھٰذَاالْحَیُّ مِنْ کُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِہٖ مَنْ وَّرَاءَ نَا وَنُدْخِلُ بِہٖ الْجَنَّۃَ وَسَاَلُوْہُ عَنِ الْاَشْرِبَۃِ فَاَمَرَھُمْ بِاَرْبَعٍ وَنَھَاھُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَمَرَھُمْ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَاالْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ قَالُوا اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَاءِ الزَّکوٰۃِ وَ صِیَامِ رَمَضَانَ وَ اَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسِ وَ نَھَاھُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَ النَّقِیْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ احْفَظُوْھُنَّ وَاَخْبِرُوْابِھِنَّ مَنْ وَّرَائِکُمْ. (مشکوۃ، باب الایمان)

''حضرت ابوحمزہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ وہ بیان کیا کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس قبیلہ عبدالقیس کا وفد آیا اور آپ ﷺ سے عرض کرنے لگا کہ ہم ربیعہ قبیلہ کی ایک شاخ ہیں۔ ہمارے اور مدینہ کے درمیان کفار کا مضر قبیلہ ہے جس کے ساتھ ہماری شدید دشمنی ہے اس لئے ہم حرام

مہینوں کے علاوہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے۔ ہمیں ایسے مسائل بتلائے جائیں جن پر ہم اور ہمارے پیچھے رہنے والے لوگ عمل پیرا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس مجلس میں فرمایا کہ میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار کاموں سے روکتا ہوں۔ اللہ پر ایمان لاؤ اور اسکے بغیر کسی کو الٰہ تسلیم نہ کرنا۔ اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے انگلی اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی وحدت کا اشارہ فرمایا۔ پھر حکم دیا کہ نماز اور زکوٰۃ کا التزام کرتے ہوئے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرواتے رہنا۔ اس کے بعد شراب پینے کے چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔''

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِيْمٍ وَاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ (مشکوۃ، باب الایمان)

''حضرت معاذ بیان کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول مجھے ایسے عمل کے متعلق بتائیں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تو نے ایک نہایت اہم مسئلہ کے بارے پوچھا ہے۔ بے شک یہ آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسانی فرمائیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہنا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔

زکوٰۃ کا اجتماعی نظام

هُوَالَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ وَلَوۡ کَرِهَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ○(الصف ۹ . پ ۲۸)

''اس اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ اس لئے جلوہ گر فرمایا کہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کردے خواہ مشرک اسے کتنا ہی ناپسند کریں''۔

دین انفرادی اصلاح کے ساتھ ساتھ اجتماعی اور عالمگیر انقلاب کا داعی ہے۔اس لئے اس نے اپنی تحریک اور کام کو صرف ایک فرد کی تعلیم وتربیت تک محدود نہیں رکھا بلکہ وہ قابلِ قدر عملی نظام کا ایک جامع نقشہ پیش کرتا ہے۔مکہ میں تو ایسے حالات پیدا نہ ہو سکے لیکن مدینہ میں جب مسلمانوں کے معاشی حالات اس قابل ہوئے کہ وہ نظامِ زکوٰۃ کو نافذ کرسکیں تو درج ذیل احکام نازل ہوئے۔

خُذۡمِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَکِّیۡهِمۡ بِهَا وَصَلِّ عَلَیۡهِمۡ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمۡ وَاللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ○(التوبۃ۱۰۳ پ ۱۱)

''اے نبی !تم ان کے اموال سے صدقہ لے کر انہیں پاک کرو اور (نیکی کی راہ میں) انہیں بڑھاؤ اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کیونکہ تمہاری دعا ان کے لئے وجہِ تسکین ہوگی اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے''۔

اس کو عملی شکل دینے کے لئے آپ ﷺ نے حساب وکتاب جاننے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو تحریری اور زبانی احکامات کے ساتھ مختلف علاقہ جات میں تعینات فرمایا۔ان میں حضرت عمر،حضرت علی،حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنھم جیسی ممتاز شخصیات شامل تھیں۔

آپ ﷺ اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری سال حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر مقرر فرماتے ہوئے یہ ہدایات جاری کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ بَعَثَ مَعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ اِنَّکَ تَاْتِیْ قَوْمًا اَھْلَ الْکِتَابِ فَادْعُھُمْ اِلٰی شَھَادَۃِ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْکَ لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْمِ وَاللَّیْلَۃِ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْکَ لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَاءِ ھِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِھِمْ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْکَ لِذٰلِکَ فَاِیَّاکَ وَکَرَائِمَ اَمْوَالِھِمْ وَاتَّقِ دَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ. (متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ)

جب رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''یامعاذ! آپ ایسی قوم کے پاس جارہے ہیں جو اہلِ کتاب ہیں جب تم ان سے پہنچ جاؤ تو ان کو توحید ورسالت کی دعوت دینا جو اس دعوت پر ایمان لے آئیں ان کو اس بات کی تعلیم دینا کہ اللہ تعالیٰ نے رات اور دن میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو پھر ان کو بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔ جو ان کے صاحبِ نصاب لوگوں سے وصول کر کے انہی کے غربا پر تقسیم کی جائے۔ زکوٰۃ وصول کرتے ہوئے عمدہ ترین مال لینے کی بجائے درمیانے درجے کے مال (جنس اور جانور) وصول کرنا۔ کسی پر زیادتی نہ ہونے پائے، مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کیونکہ اس کی بددعا اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ حائل نہیں''۔

(مشکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ)

حضرت معاذؓ اپنی تقرری کا اس طرح ذکر کرتے ہیں:

عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْصِيْهِ وَمَعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِى تَحْتَ رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ اِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَا تَلْقَانِى بَعْدَ عَامِىْ هٰذَا وَلَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِىْ هٰذَا وَقَبْرِىْ فَبَكٰى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ الْتَفَتَ فَاَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ نَحْوَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِى الْمُتَّقُوْنَ مَنْ كَانُوْا وَحَيْثُ كَانُوْا (مشکوۃ، باب الرقاق)

جس وقت رسول اکرم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو آپ ﷺ الوداع کرنے کے لئے بنفسِ نفیس میرے ساتھ مدینے سے باہر نکلے جب کہ میں سوار تھا اور آپ ﷺ پیدل چل رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ سواری پر جلوہ افروز ہوں اور میں پیدل آپ ﷺ کے ساتھ چلتا ہوں لیکن آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے حکمًا روک دیا آپ ﷺ پیدل چلتے ہوئے مجھے وصیت فرماتے جا رہے تھے۔ آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ معاذ جب اگلے سال واپس آؤ گے تو میری قبر اور مسجد کی زیارت کرو گے لیکن تم مجھے نہیں دیکھ پاؤ گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگے تب آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مبارک مدینہ کی طرف کرتے ہوئے فرمایا قیامت کے روز لوگوں میں سے میرے قریب وہ لوگ ہوں گے جو اللہ سے ڈرنے والے ہوں گے وہ چاہے کسی قبیلے اور علاقے سے تعلق رکھنے والے ہوں۔

حکومت کی ذمہ داریاں

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (حج ۴۱. پ ۱۷)

''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے اور منکر سے منع کریں گے اور تمام کام کا انجامِ کار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

وَفِیٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِo(الذریت ۱۹ .پ ۲۶)

''اوران کے مالوں میں سائل اور محروم کا بھی حق تھا''۔

عدل وانصاف کی دنیا میں کسی کا حق دبانے والے کو حرام خور اور ظالم قرار دیا جاتا ہے۔دنیائے انصاف کی بستی میں وہ ظالم اور سفاک ہی سمجھا جائے گا۔چاہے وہ کتنا ہی مہذب اور دوسرے اعمال کے حوالے سے نیک ہی کیوں نہ ہو۔اس لئے معاشرے کا اخلاقی دباؤ اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس ظالم سے ہر حال میں مظلوم کا حق دلوائے۔اسی بنیاد پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف تلوار استعمال کی تھی اور فرمایا تھا۔ میرا یہ اقدام اس وقت تک جاری رہے گا جب تک زکوٰۃ کی ایک رسی بھی کسی کے ذمہ رہے گی۔تاریخِ عالم میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ ایک حکمران غریبوں کے حقوق کے لئے مال دار اور طاقت ور طبقہ کے خلاف تلوار لے کر نکلا ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ النَّبِیُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِاَبِیْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهَ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَاُ قَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ

اَلزَّکوٰۃَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰہِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ لَقَاتَلْتُھُمْ عَلٰی مَنْعِھَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰہِ مَا ھُوَ اِلَّا رَاَیْتُ اَنَّ اللّٰہَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّہُ الْحَقُّ (مشکوۃ، کتاب الزکوۃ .بخاری، مسلم)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ کے انتقال کے بعد جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو عرب میں کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا جب خلیفۂ اول نے ان کے خلاف قتال کا ارادہ کیا تو جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آپ ان لوگوں کے خلاف کس طرح قتال کر سکتے ہیں؟ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے فقط یہ فرمایا تھا کہ مجھے اللہ کو ایک الٰہ نہ ماننے والوں کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا تو اس کے مال و جان محفوظ ہو گئے۔ اب اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔ جواباً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں ان کے خلاف ضرور جنگ کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ جبکہ زکوٰۃ اللہ کا مال ہے۔ یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک وہ بھیڑ کا وہ بچہ میرے سپرد نہ کر دیں جو زکوٰۃ کی صورت میں نبی اکرم ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! اس کے بعد مجھے انشراحِ صدر ہوا جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کے خلاف قتال کرنے کے بارے میں اطمینان تھا۔ کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ یقینی طور پر حق پر تھے۔

اللہ کا دیا ہوا خرچ کرو سب کچھ اسی کا ہے

وَّاٰتُوْھُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اٰتٰکُمْ (نور ۳۳ .پ ۱۸)

''اور ان کو اس مال میں سے دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے''۔

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ۝ (طہ ۶ .پ ۱۶)

''مالک ہے ان سب چیزوں کا جو آسمانوں اور زمین میں اور ان دونوں کے درمیان ہیں اور جو چیز مٹی کے نیچے ہے''۔

عزرائیل کے آنے سے پہلے خرچ کرو

وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ فَيَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِىۡۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ٥ (المنافقون ۱۰ . پ ۲۸)

''اور تم اپنی موت سے قبل اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرو اس وقت سے پہلے کہ تم میں سے کوئی کہے کہ کاش مجھے تھوڑی سی مہلت مل جاتی تو میں صدقہ کر لیتا اور صالح نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا''۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ٥ (ابراهيم ۳۱ . پ ۱۳)

''اے نبی، میرے جو بندے ایمان لائے ہیں ان سے کہہ دو کہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے راہِ خیر میں خرچ کریں قبل اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ دوست نوازی ہو سکے گی''۔

اخلاصِ نیت کے ساتھ

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ٥ (بقرة ۲۵۶ . پ ۳)

''دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ صحیح بات غلط خیالات سے الگ چھانٹ کر

رکھ دی گئی ہے۔اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے۔اور اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے''

دین اسلام جبر و اکراہ کی تحریک نہیں وہ اپنے آپ کو منوانے کے لئے تشدّد پسند نہیں کرتا البتہ تسلیمات کے دائرہ میں آجانے کے بعد انحراف و ناپسندیدگی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔اس کی تعلیم یہ ہے کہ حقائق کو تسلیم کرنے کے بعد خلوصِ نیت کے ساتھ سمع واطاعت کا رویہ اپنالو۔دین نمود ونمائش ،شہرت ،ریا کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے للّٰہیت اور رغبت ورضامندی کے جذبات کی حوصلہ افزائی کی فضا پیدا کرتے ہوئے وضاحت کرتا ہے کہ انسان کے سارے کردار کا انحصار جذبات ونظریات پر ہے اس کو نیت کا نام دیا گیا ہے۔تاکہ لوگ جو کام بھی کریں وہ ایک دوسرے پر احسان اور برتری ثابت کرنے کے لئے نہیں بلکہ مالک حقیقی کی رضا کے لئے انجام دیں اس سے نیکی کرنے والے کا قلبی لگاؤ خالقِ حقیقی کے انعام واکرام کی طرف ہوتا ہے۔دوسری عبادات کی طرح زکوٰۃ وصدقات دیتے وقت بھی اخلاصِ نیت ضروری ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَانَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ اِلَى الدُّنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِ امْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ (بخاری،باب کیف کان بدأ الوحی)

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے،اور آدمی کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ،جس نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہے وہ اس کو پالے گا اور جس کی کسی عورت کے لئے ہے کہ اس سے شادی کرے پس اس کی ہجرت اس کی طرف ہے جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔''

بے پناہ اخلاص

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (حشر ۹. پ ۲۸)

''جو ان مہاجرین کی آمد سے پہلے ہی ایمان لاتے ہوئے دارالہجرت میں مقیم تھے یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دے دیا جائے اس کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے بلکہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچا لئے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں''۔

انعام واکرام کا ذکر کرتے ہوئے اپنے نیک بندوں کے بارے مں سورۃ الدہر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو منتیں پوری کرتے ہیں اور قیامت کے احتساب سے پناہ مانگتے ہیں اور اشتہا ہونے کے باوجود مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ اس آرزو پر کہ ان کا رب ان سے راضی ہو جائے اور اس نیکی پر وہ کسی سے بدلے اور شکر گزاری کی تمنا نہیں رکھتے۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ (الدھر ۸، ۹. پ ۲۹)

''وہ مال کی محبت کے باوجود مساکین، یتامیٰ اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں (ان کے جذبات یہ ہیں) کہ ہم شکریہ اور بدلے کی طلب میں نہیں بلکہ تمہیں اللہ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں''۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ

(البقرۃ ۲۶۷ . پ ۳)

”اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے خرچ کرو“

اموالِ زکوٰۃ

سونا، چاندی

سونا، چاندی (زیور، سونے چاندی کے برتن)

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ (التوبہ ۳۴، پ ۱۰)

"اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری دے دو"۔

زمین کی پیداوار

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (الانعام ۱۴۱. پ ۸)

"وہ اللہ ہی ہے جس نے طرح طرح کے باغ' تاکستان اور نخلستان پیدا کیے، کھیتیاں اگائیں جن سے قسم قسم کے پھل حاصل ہوتے ہیں، زیتون اور انار کے درخت پیدا کیے جن کے پھل صورت میں مشابہ اور مزے میں مختلف ہوتے ہیں۔ کھاؤ ان کی پیداوار جب کہ یہ پھل دیں۔ اور اللہ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو اور حد سے نہ گزرو کہ اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔

معدنیات

معدنیات (پٹرول، گیس، کوئلہ، اور دیگر زمین سے نکلنے والے خزائن کی آمدنی پر سالانہ بچت پر زکوۃ ہوگی)

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ. (البقرۃ ۲۶۷)

"اے ایمان والو! جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے زمین سے تمہارے لئے نکالا ہے اس میں سے بہتر حصہ راہِ خدا میں خرچ کرو"۔

جانور

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَھَا لَکُمْ فِیْھَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْھَا تَاْکُلُوْنَ ہ وَلَکُمْ فِیْھَا جَمَالٌ حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ ہ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا بٰلِغِیْہِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ہ (النحل ۵ تا ۷۔ پ ۱۴)

"اس نے جانور پیدا کئے جن میں تمہارے لئے پوشاک بھی ہے اور خوراک بھی ہے اور طرح طرح کے دوسرے فائدے بھی۔ ان میں تمہارے لئے جمال ہے جبکہ صبح تم انہیں چرنے کے لئے بھیجتے ہو اور شام انہیں واپس لاتے ہو۔ وہ تمہارے لئے بوجھ ڈھوکر ایسے ایسے مقامات تک لے جاتے ہیں جہاں تم سخت جاں فشانی کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے"۔

سونے چاندی کا نصاب

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ (بخاری، باب زکوٰۃ الورق)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے''۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَاْخُذُ مِنْ کُلِّ عِشْرِیْنَ دِیْنَارًا فَصَاعِدًا نِصْفَ دِیْنَارٍ وَمِنَ الْاَرْبَعِیْنَ دِیْنَارًا دِیْنَارًا (رواہ ابن ماجہ،صحیح)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہر بیس دینار یا اس سے زیادہ پر نصف دینار (یعنی چالیسواں حصہ) زکوٰۃ لیتے تھے اور ہر چالیس دینار سے ایک دینار (یعنی چالیسواں حصہ)۔

اب علمائے پاکستان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہمارے ملکی اوزان کے مطابق ۲۰۰ درہم (چاندی) کا وزن ساڑھے باون تولہ اور ۲۰ دینار (سونا) کا وزن ساڑھے سات تولہ ہے اس لئے معلوم ہوا کہ سونے چاندی کے مالک ہر مسلمان کے لئے اس نصاب کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے نقدی کی زکوٰۃ کا نصاب گرام۔ جن چوپائے (جانوروں) کی زکوٰۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء نے وصول کی ہے اور آج تک تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے، یہ تین قسم کی ہیں۔

سونا ساڑھے سات تولہ	=	۸۷ گرام	۴۷۹ ملی گرام
چاندی ساڑھے باون تولہ	=	۶۱۲ گرام	۳۵ ملی گرام
۵ وسق کا وزن	=	۱۸ من	۳۰ کلو تقریباً

زیورات کی زکوٰۃ

زیورات سے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے علما کے دو بنیادی دلائل ہیں ایک یہ کہ زیورات زیر استعمال رہنے والی اشیا میں شامل ہیں دوسرا نبی محترم ﷺ نے زکوٰۃ کے بارے میں جو احکامات جاری کئے سونا چاندی کے علاوہ زیور کی زکوٰۃ کا ان میں الگ ذکر نہیں پایا جاتا اس خیال کے باوجود اس نقطۂ نظر کے حاملین ان احتیاطوں کو ضروری خیال کرتے ہیں۔

۱۔ روزمرہ کے استعمال زیورات کی بھی احتیاطاً ایک دفعہ زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔

۲۔ غیر معمولی اور کبھی کبھی پہنے جانے والے زیورات پر سالانہ زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

۳۔ سرمایہ محفوظ کرنے کے لئے تا کہ بوقتِ ضرورت کام آئے نصاب سے زیادہ زیورات پر سالانہ زکوٰۃ لازم ہے۔

آپ کے درج ذیل ارشاد کی روشنی اور ان دلائل کے ہوتے ہوئے حنفی اور اہل حدیث علما کی غالب ترین اکثریت کا فیصلہ ہے کہ زیورات کی زکوٰۃ فرض ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ امْرَاَةً اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِابْنَةٍ لَهَا فِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيْظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اَتُعْطِيْنَ زَكٰوةَ هٰذَا؟ قَالَتْ لَا، قَالَ اَيَسُرُّكِ اَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سِوَارَيْنِ مِنَ النَّارِ فَخَلَعَتْهُمَا فَاَلْقَتْهُمَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ . (ابو داؤد، باب الكنز ما هو وزكوٰة الحلى)

''حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اوران کے باپ اپنے والد کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ حاضر ہوئی اور بچی نے سونے کے بھاری کنگن پہن رکھے تھے۔آپ ﷺ اس کی والدہ سے پوچھتے ہیں کیا تم ان چوڑیوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ تو اس نے عرض کیا نہیں،آپ ﷺ فرماتے ہیں کیا تم پسند کرتی ہو کہ قیامت کے دن اس بچی کو آگ کی چوڑیاں پہنائی جائیں،یہ سنتے ہی بچی کی ماں نے بچی کے ہاتھوں سے چوڑیاں اتار کر صدقہ کر دیں۔

نقدی کا نصاب

علماء اور اسلامی نظریاتی کونسل نے نقدی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم قرار دیا ہے۔جس شخص کے پاس کاروبار،بنک،گھر میں سارا سال اتنا سرمایہ ہو وہ صاحب نصاب سمجھا جائے گا۔اسے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

تینوں قسم کے جانوروں کی زکوٰۃ کے جدول اونٹ،گائے،بکری

واضح رہے کہ زکوٰۃ میں بھینس گائے کی اور بھیڑ اور دنبہ بکری کی قسم شمار ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا نصاب اور زکوٰۃ وہی ہے جو گائے اور بکری کی ہے۔

اونٹ

۵ سے ۹ تک	ا بکری
۱۰ سے ۱۴ تک	۲ بکریاں
۱۵ سے ۱۹ تک	۳ بکریاں
۲۰ سے ۲۴ تک	۴ بکریاں
۲۵ سے ۳۵ تک	ایک بنت مخاض سال کی اونٹنی

۳۶ سے ۴۵ تک	ایک بنت لبون	دو سال کی اونٹنی
۴۶ سے ۶۰ تک	ایک حقہ	تین سال کی اونٹنی
۶۱ سے ۷۵ تک	ایک جذعہ	چار سال کی اونٹنی
۷۶ سے ۹۰ تک	۲ بنت لبون	
۹۱ سے ۱۲۰ تک	۲ حقہ	

۱۲۰ کے بعد ہر دس کے بعد کل تعداد چالیس اور پچاس کے دو ہندسوں پر تقسیم ہو جاتی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَاِنْ زَادَتْ عَلٰی عِشْرِیْنَ وَّمِائَةٍ فَفِیْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَفِیْ کُلِّ خَمْسِیْنَ حِقَّةٌ. (مشکوٰۃ، باب ما یجب منه الزکوٰۃ)

یعنی اگر اونٹ ۱۲۰ سے بڑھ جائیں تو ہر چالیس میں بنت لبون اور ہر ۵۰ میں حقہ ہے۔

گائے کی زکوٰۃ

۳۰ سے ۳۹ تک	ایک تبیع یا تبیعہ	۱ سال کا بچہ نر یا مادہ
۴۰ سے ۵۹ تک	ایک مسن یا مسنہ	۲ سال کا نر یا مادہ جس کے دو دانت دوبارہ اگ چکے ہوں
۶۰ سے ۷۰ تک	ایک مسنہ اور ایک تبیعہ	نر یا مادہ

اس کے بعد ہر دس کے اضافہ سے کل مال ۳۰ اور ۴۰ کے دو ہندسوں پر تقسیم ہو جاتا ہے مثلاً ۷۰ پر ۱۰ زیادہ کئے تو ۸۰ ہو گئے یہ ۲ دفعہ ۴۰ پر تقسیم ہو جاتا ہے اس لئے اس میں ۲ مسنے زکوٰۃ ہوگی ۸۰ پر ۱۰ زیادہ کئے تو ۹۰ ہو گئے یہ عدد ۳۰ پر ۳ دفعہ تقسیم ہوتا ہے۔ اس میں زکوٰۃ ۳ تبیعہ دینا ہوگی۔ ۹۰ پر ۱۰ بڑھائے تو ۱۰۰ ہو گئے یہ ۳۰ پر دو دفعہ اور ۴۰ پر ایک دفعہ تقسیم ہوتا ہے اس میں دو تبیعہ اور ایک مسنہ دینا پڑے گا۔

عَنْ مُعَاذٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمَّا وَجَّهَهُ اِلَی الْیَمَنِ اَمَرَهُ اَنْ یَّاخُذَ مِنَ الْبَقَرِ مِنْ کُلِّ ثَلٰثِیْنَ تَبِیْعًا اَوْتَبِیْعَةً وَمِنْ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ مُسِنَّةً (مشکوٰۃ،باب ما یجب فیه الزکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو اسے حکم دیا کہ وہ ہر ۳۰ گائیوں میں ایک سال کا بچھڑا (نر یا مادہ) اور ہر ۴۰ میں دو سال کا بچھڑا (نر یا مادہ) زکوٰۃ وصول کرے۔

بکریوں کی زکوٰۃ

بھیڑ بکری اور دنبہ یہ سب ایک قسم ہیں اس لئے یہ الگ الگ یا مل کر نصاب کو پہنچ جائیں تو ان کی زکوٰۃ مندرجہ ذیل طریقہ پر ادا کی جائے گی۔

۴۰ سے ۱۲۰ تک	۱ بکری
۱۲۱ سے ۲۰۰ تک	۲ بکریاں
۲۰۱ سے ۳۰۰ تک	۳ بکریاں

اس کے بعد ہر سو پر ایک بکری زکوٰۃ واجب ہوگی ۳۰۰ سے لے کر ۳۹۹ تک ۳ بکریاں جب ۴۰۰ پوری ہوگی تب ۴ بکریاں دینی پڑیں گی اسی طرح ۵۰۰ پوری ہونے پر ۵ اور ۶۰۰ پوری ہونے پر ۶ بکریاں دینا ہوں گی اسی ترتیب کے ساتھ۔ ۴۰ سے کم بکریوں پر زکوٰۃ واجب نہیں اگر مالک دینا چاہے تو دے سکتا ہے مگر اس کا یہ نفلی صدقہ ہوگا۔ فرض زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

نوٹ: گنتے وقت بکریوں میں ان کے بچے بھی شمار کیے جائیں گے مگر زکوٰۃ میں کوئی بچہ نہیں لیا جائے گا زکوٰۃ میں مسنہ بکری ہی لی جائے گی۔ اگر دنبہ اور بھیڑ کی قسم سے ہو تو جذعہ (۱ سال کی) بھی کفایت کرسکتی ہے۔

سامانِ تجارت پر زکوٰۃ

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا اَنْ نُّخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِیْ نَعُدُّ لِلْبَيْعِ. (ابو داؤد)

''حضرت سمرہ بن جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا حکم تھا کہ ہم ہر اس چیز سے زکوٰۃ نکالیں جس کی ہم خرید وفروخت کرتے ہیں''۔

زکوٰۃ سے مستثنٰی (Exemptional) اشیا

شریعت نے دنیادار حکمرانوں کی طرح اندھادھند ٹیکس اور محصولات اکٹھا کرنے کی مہم نہیں چلائی۔ پسماندہ طبقات سے تعاون اور معاونت کی زوردار تحریک کے باوجود اس بات کو پیش نظر رکھا ہے کہ زکوٰۃ کی صورت میں تعاون کرنے والے دولت مند حضرات اس کو عبادت، خیرخواہی اور اللہ تعالیٰ کے حضور تشکُّر کے جذبہ سے ادا کرے۔ اس لئے زکوٰۃ کے احکامات کا نفاذ کرتے ہوئے فراخ دلانہ اور نہایت ہی منصفانہ انداز اختیار کیا گیا ہے تاکہ زکوٰۃ دینے والے ٹیکس یا تاوان سمجھ کر نہیں، عبادت اور احسان شناسی کے جذبے سے یہ ادا کریں۔ مراعات کا اعلان کرتے ہوئے دولت مند کی محنت سے حاصل کی ہوئی سہولیات کا نہ صرف تحفظ کیا گیا بلکہ انہیں کلیۃً زکوٰۃ سے مستثنٰی قرار دیا گیا۔ اس طرح وہ سال بھر کھلے ہاتھ اپنی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد باقی ماندہ رقم سے صرف ڈھائی فیصد ادا کرتا ہے۔ تاکہ پیداواری اور کاروباری صلاحیتیں رکھنے والوں کے کام میں رکاوٹ یا ان پر ایسا بوجھ نہ ڈالا جائے جس سے ساری معیشت ہی بحران کا شکار اور چلتے ہوئے یونٹ بیمار پڑ جائیں اور لوگ کرپشن کے راستے تلاش کریں۔ مخیّر حضرات کی حوصلہ افزائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس تعاون کو

اپنی ذات کے لئے قرضہ قرار دیتے ہوئے مال دار کو یقین دہانی کروائی کہ دنیا کی عارضی نعمتوں کے بدلے تمہیں دائمی آرام اور جنت کی نعمتوں سے نوازا جائے گا۔

۱۔سال بھر جو کھالیا پہن لیا اور خرچ کرلیا۔

۲۔رہائشی مکان چاہے کتنا بڑا بنگلہ ہو اور پلاٹ جو گھر بنانے کے لئے ہو۔

۳۔ذاتی استعمال کی سواریاں۔

۴۔دکان بمعہ سامان ڈیکوریشن اور باردانہ۔

۵۔فیکٹری اس کا رقبہ اور مشینری۔

۶۔ڈیڈمنی اور لیا ہوا قرض۔

۷۔کاروبار کرنے کے تمام وسائل ،ٹرانسپورٹ ،کراکری ،ٹینٹ سروس اور لوڈر مشینری ٹیوب ویل ،ٹریکٹر ،ٹرالی ،گندم مشین ،کرایہ پر دیا ہوا مکان ،بلڈنگ ان کی قیمت پر نہیں آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔

زکوٰۃ کا دورانیہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ رَبِّهٖ(رواه الترمذی،باب لا زكوٰة على المال المستفاد حتى يحول عليه الحول)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو مال حاصل ہونے کے بعد اپنے مالک کے پاس سال تک پڑا رہے اس پر زکوٰۃ فرض ہے“۔

انسانی زندگی فکر وعمل کی تطہیر اور پاکیزگی کا ہی نام نہیں بلکہ اسے اپنی بقاؤ قیام کے لئے اور بھی بہت سی چیزیں درکار ہیں۔اسلام عمل کا داعی ہے وہ نہایت ہی خوبصورت

قابلِ عمل نظام کا دوسرا نام ہے۔ اس لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اہلِ ثروت کو غربا کی ضروریات کی بجا آوری کا حکم دیتے ہوئے اس بات کو ادھورا چھوڑ دے کہ مال دار جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ زکوٰۃ جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کا مال ہے اس کی تقسیم اگر اچھے انداز سے نہ ہو سکے تو زکوٰۃ کے کروڑوں روپے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور دوسری طرف غربت میں اضافہ ناگزیر ٹھہرتا ہے۔ قرآن مجید نے زکوٰۃ کی ادائیگی کا بار بار فقط حکم ہی نہیں دیا بلکہ اس کے مصارف کی ایک فہرست بھی بیان فرمائی تاکہ حق دار محروم نہ رہ سکیں اور جن کے ذمے واجب الادا رقم ہے وہ پھر پھرا کر اپنوں کو ہی تقسیم نہ کرتے جائیں۔

تقسیم کا شرعی طریقہ

اسلام سے قبل حاکموں، بادشاہوں اور سرداروں کا اصول یہ تھا کہ وہ لوگوں کی آمدنی سے دسواں حصہ وصول کرتے اور اپنی شان وشوکت اور عظمت واقتدار پر خرچ کرتے اس طرح غریبوں، کسانوں اور مزدوروں کی کمائی حاکموں کی ذات، خاندان اور ان کے اللے تللوں پر خرچ ہو جاتی۔ اسلام نے ان کی اجارہ داری کو دو طرح ختم کیا ایک تو دس فیصد کی بجائے زکوٰۃ کی صورت میں چالیسواں حصہ مقرر کرتے ہوئے اس کو صرف غربا اور مساکین کا حق قرار دیا۔ اور اس میں امیروں کے لئے ایک پیسہ کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ پھر اس میں یہ اصلاح بھی فرمائی کہ علاقے کی زکوٰۃ کے حق دار پہلے وہاں کے رہنے والے غریبوں اور مستحقین کو ٹھہرایا۔ آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا عامل بنایا تو یہی حکم دیا تھا کہ وہاں کے اغنیاء سے زکوٰۃ وصول کر کے انہیں کے غرباء میں تقسیم کر دینا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مَعَاذًا رضی اللہ عنہ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ (رواه البخاری)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا لوگوں کو بتانا کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر ان کے فقراء کو دی جائے گی''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں یہ بات بھی فرمائی تھی کہ دیہاتیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ان کے دولت مندوں سے زکوٰۃ لے کر انہیں کے مساکین میں تقسیم کرنا اگر علاقے سے زکوٰۃ زائد ہو یا ایک علاقے کے لوگوں سے دوسری جگہ کے لوگ زیادہ مستحق ہوں یا کوئی دینی، رفاہی ادارہ اور مستحق رشتہ دار دور ہوں تو زکوٰۃ کا کچھ حصہ وہاں خرچ کرنا بالاتفاق جائز ہے۔ لیکن علاقے کے دینی اداروں، غرباء اور حق داروں کا حق ہر صورت فائق رہے گا۔ ان کو محروم کر کے ساری زکوٰۃ دوسری جگہ منتقل کرنا اللہ کے رسول کی واضح نافرمانی ہے۔ اموی دور میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ان کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا گیا تو واپسی پر ان سے مال کا سوال کیا گیا تو انھوں نے خلیفہ وقت کو اس طرح جواب دیا:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ اُسْتُعْمِلَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا رَجَعَ قِيْلَ لَهُ اَيْنَ الْمَالُ؟ قَالَ وَلِلْمَالِ اَرْسَلْتَنِيْ؟ اَخَذْنَاهُ مِنْ حَيْثُ كُنَّا نَاْخُذُهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَوَضَعْنَاهُ حَيْثُ كُنَّا نَضَعُهُ (باب الصدقة ابن ماجه)

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں زکوٰۃ کا تحصیل دار

مقرر کیا گیا جب وہ واپس تشریف لائے تو ان سے پوچھا گیا مال کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کیا آپ نے مجھے مال لانے کے لئے بھیجا تھا؟ ہم وہیں سے مال لیتے ہیں جہاں سے عہدِ رسالت میں لیا کرتے تھے اور وہیں بانٹ دیتے ہیں جہاں عہدِ رسالت میں بانٹ دیا کرتے تھے۔لہذا میں نے تقسیم کر دیا ہے“۔

مصارفِ زکوٰۃ کی فہرست

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ٥ (توبہ ۶۰. پ ۱۰)

”یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں اور ان کے لئے جن کی تالیفِ قلب مطلوب ہو۔ نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے میں اور راہِ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لئے ہیں۔ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے اور ہر طرح کا علم اور حکمت رکھنے والا ہے“۔

۱۔ فقراء:

جو لوگ بیماری، مصیبت یا محنت و مشقت کے باوجود اپنی بنیادی ضروریات پوری نہ کرنے کی وجہ سے مانگنے پر مجبور ہوں۔

۲۔ مساکین:

ایسے حاجت مند افراد جو گردشِ ایام کا شکار ہیں مگر طبعی اور خاندانی شرم و حیا کی وجہ سے کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی جرأت نہیں رکھتے جب کہ عام آدمی انہیں

بے نیاز اور خود کفیل سمجھتا ہے۔

۳۔ عاملین:

جو لوگ زکوٰۃ وصدقات اکٹھا کرنے کی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہوں۔ بے شک وہ ضرورت مند نہ ہوں گویا کہ محکمۂ زکوٰۃ کے عملے کے لوگوں کو تنخواہیں اور مراعات دی جاسکتی ہیں۔

۴۔ تالیفِ قلب:

زکوٰۃ کسی غیر مسلم کو دینی جائز نہیں سوائے ایسا آدمی کہ جس کے بارے میں توقع ہو کہ یہ اسلام قبول کرلے گا یا کافر ہونے کے باوجود مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے والا ہو۔

۵۔ غلام کی آزادی:

اسلام بنیادی طور پر غلامی کے سخت خلاف ہے اس کا نقطۂ نظر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو آزاد پیدا کیا ہے۔ عقیدۂ توحید آزادی کا علم بردار ہے اس لئے اسلام کی کوشش ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غلامی کے علاوہ لوگوں کو ہر قسم کی غلامی سے آزاد کردیا جائے اس کے لئے کئی گناہوں کا کفارہ غلام کی آزادی قرار پایا اور زکوٰۃ کی صورت میں اس کے لئے مستقل فنڈ قائم کردیا گیا تاکہ آزادی کی تحریک کا تسلسل قائم رکھا جاسکے۔

۶۔ ابن سبیل:

سفر کے بندے سے مراد مسافر ہے۔ سفر ذاتی، دینی، تجارتی یا ملی معاملات کے لئے ہو۔ آپ ﷺ نے سفر کو مشکل امور میں شمار کیا ہے۔ مالی، جانی حادثے کی وجہ سے مسافر حاجت مند ہو تو اس پر زکوٰۃ خرچ کی جاسکتی ہے چاہے وہ اپنے گھر میں صاحب مال ہی کیوں نہ ہو کیونکہ وہ غریب الوطن اور گھر کی سہولیات سے محروم ہے۔ شریعت

نے اس کی عارضی مشکل کا بھی حل پیش فرمایا۔

۷۔قرض سے نجات:

آدمی مالی طور پر زیرِ بار ہونے کی وجہ سے اکثر اعصابی دباؤ کا شکار رہتا ہے۔ایک حساس اور شریف النفس انسان اس بوجھ کو بسااوقات اس شدت کے ساتھ محسوس کرتا ہے کہ وہ جسمانی طور پر بھی کئی عوارض کا شکار ہو جاتا ہے۔قرض وہ مصیبت ہے جس سے فرد ہی نہیں قومیں بھی دوسروں کی غلام ہو جاتی ہیں۔بظاہر وہ ایک آزاد ملک کے باشندے ہوتے ہیں لیکن ان کی کوئی پالیسی اور اٹھنے والا قدم آزاد نہیں ہوا کرتا۔اس لئے نبی کریم ﷺ ہمیشہ قرض سے پناہ مانگا کرتے تھے۔قرآن مجید میں پس ماندہ طبقے کو قرض سے نجات دلانے کے لئے زکوٰۃ کی آٹھ مدات میں سے ایک مد مخصوص فرمائی تاکہ قرض کے بارِ گراں سے خلاصی پا سکیں۔بعض اہلِ علم نے یہ شرط لگائی ہے کہ ایسے قرض دار پر زکوٰۃ جائز ہوگی جو عیاشی اور فضول خرچیوں کی وجہ سے زیر بار نہ ہو۔اس میں کوئی شک نہیں کہ مقروض کے کردار کا جائزہ لینا ضروری ہے لیکن بسااوقات ایسا ہوا کرتا ہے کہ آپ کسی آوارہ کردار شخص کو قرض کی غلامی سے نجات دلوائیں تو وہ آپ کے ہمدردانہ کردار کی وجہ سے زندگی بھر کے لئے اپنا رویہ تبدیل کر لیتا ہے۔اس لئے اہلِ ثروت کا فرض ہے کہ وہ مقروض فرد یا خاندان کو اپنی زکوٰۃ کے ذریعے نجات دلوائیں۔

۸۔فی سبیل اللہ:

قرآن مجید میں اکثر مقامات میں فی سبیل اللہ کا لفظ قتال اور جہاد کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔اس بنا پر اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ زکوٰۃ فی سبیل اللہ کے حوالے سے صرف مجاہد اور اس کی جنگی ضروریات پر خرچ کی جا سکتی ہے مگر قرآن مجید نے جہاد فی سبیل

اللہ کی اصطلاح کو ایک جامع معنوں میں استعمال کیا ہے۔لہذا اقبال کے متعلقات تک محدود کرنا دوسرے دینی امور کو عملاً صرف نظر کرنے کے مترادف ہے۔اس لئے اہل علم کے بڑے طبقے کا خیال ہے کہ زکوٰۃ ہر اس کام پر خرچ ہو سکتی ہے جس سے دین کی بالادستی اور اشاعت مقصود ہو۔

غیر مستحق حضرات

والدین

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر اپنے حقوق کا تذکرہ کرتے ہوئے فوراً بعد والدین کے حقوق کا ذکر فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ خالقِ حقیقی ہے جبکہ والدین اس کی خالقیت اور ربوبیت کا مظہر ہیں۔اس لئے اولاد کا فرض ہے کہ وہ والدین کے قیام وطعام اور ہر قسم کے آرام کا خیال رکھے۔

نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک بوڑھا شخص اپنے جواں سال بیٹے کی شکایت کر رہا تھا۔کہ اے اللہ کے نبی! ہم بوڑھے ہو چکے ہیں لیکن یہ میرا بیٹا ہمارا اتنا بھی خیال نہیں رکھتا جتنا کہ ایک اچھا ہمسایہ دوسرے کا خیال کرتا ہے۔آپ ﷺ نے بوڑھے باپ کی اس تکلیف دہ حالت اور فریاد کو سنتے ہوئے اس کے بیٹے کو حکم دیا۔

اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ

''تو اور تیرا سارا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے''۔

زکوٰۃ کو مال کی میل کچیل قرار دیا گیا ہے اس لئے باحیا اور غیرت مند اولاد سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ ماں باپ اور دادا' دادی کو اپنے جیسا کھلانے اور پہنانے کی بجائے اس پر زکوٰۃ خرچ کرے۔یہ اولاد کی طرف سے انتہائی کمینگی ، بداخلاقی اور

کنجوسی ہوگی اس وجہ سے امت کا اتفاق ہے کہ والدین پر زکوٰۃ خرچ نہیں کی جاسکتی۔

اہلِ خانہ

شریعت کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جس شخص کی کفالت شرعی طور پر کسی کے ذمے ہو اس پر زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں۔ ان میں بیوی، بچے اور غلام شامل ہیں۔ البتہ جب اولاد شادی شدہ ہو تو تنگ دستی کی صورت میں ان پر زکوٰۃ جائز ہے۔

کافر کو زکوٰۃ دینا اور اس سے لینا حرام ہے

نعمان بن زرعہ بنی تغلب کے علاقے کے گورنر تھے ان کو حکم ہوا کہ بنی تغلب سے جزیہ وصول کیا جائے۔ بنی تغلب کے عیسائیوں نے کہا ہم عرب اور معزز لوگ ہیں مر جائیں گے لیکن جزیہ نہیں دیں گے البتہ مسلمانوں کی طرح ہم زکوٰۃ دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس صورت حال کا جائزہ لیتے ہوئے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ یہ جنگجو لوگ ہیں اگر آپ نے سختی کی تو یہ گھر بار چھوڑ کر ہمارے دشمنوں کے ساتھ مل جائیں گے۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مذاکرات کے ذریعے طے کیا کہ آپ غیر مسلم ہیں اس لئے تم سے زکوٰۃ لینا اور دینا جائز نہیں اگر آپ جزیہ کو توہین سمجھتے ہیں تو زکوٰۃ سے دوگنی رقم سالانہ ادا کیا کریں۔ انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ یہ فیصلہ قبول کیا۔ آپ کے اس دانش مندانہ فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سیدھا رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت سایہ فگن رہتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد تھا بنی تغلب کے ساتھ اس طرح کا فیصلہ کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بصیرت کا کمال ہے۔ (فقہ الزکوٰۃ علامہ قرضاوی)

آلِ رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم پر فریضۂ نبوت کی ادائیگی کے سلسلہ میں صدقہ وزکوٰۃ اور ہر قسم کا معاوضہ ناجائز قرار دیا ہے۔آپ ﷺ کی زبانِ اطہر سے یہ اعلان کروایا گیا۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (شوری ۲۳. پ ۲۵)

''میں تم سے رشتے داری کے احترام واکرام کے علاوہ کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرتا''۔

اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ نے اپنی آل پر بھی زکوٰۃ وصدقات کو حرام قرار دیا۔ مشہور واقعہ ہے ایک دفعہ آپ کے سامنے حضرت حسن رضی اللہ عنہ جو تقریباً سات سال کے تھے بیت المال کی کھجوروں میں سے ایک کھجور تناول کرنا شروع کی۔آپ کی نگاہِ پاک حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر پڑی تو فرمایا بیٹا! اسے تھوک دو۔ہم پر زکوٰۃ وصدقات کا مال جائز نہیں۔اسی اصول کے تحت آلِ رسول ﷺ پر صدقہ جائز نہیں۔ان کے مرتبہ ومقام کی وجہ سے مخیّر حضرات پر لازم ہے کہ وہ ان کا تعاون تحائف کی صورت میں کریں۔اس طرح آلِ رسول ﷺ کا احترام برقرار رہے گا آلِ رسول ﷺ کو تحفہ دینے والے کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عام لوگوں پر خرچ کرنے سے زیادہ ثواب ملے گا۔

زکوٰۃ اور ٹیکس میں آٹھ امتیازات

زکوٰۃ کو ٹیکس قرار دینے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔ایک وہ جو دین کے مزاج اور اس کی بنیادی تعلیمات سے ناواقف ہیں اور دوسرے زکوٰۃ سے جان چھڑانے کے لئے نت نئے بہانے تلاش کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔حالانکہ زکوٰۃ اور ٹیکس میں بہت نمایاں اور کھلا فرق پایا جاتا ہے۔اس لئے ٹیکس کی ادائیگی سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔

۱۔زکوٰۃ دین کے پانچ بنیادی ارکان میں تیسرا رکن ہے۔جو ہر حال اور ہر دور میں صاحبِ نصاب لوگوں پر ڈھائی فیصد کے حساب سے فرض رہتی ہے۔جبکہ ٹیکس کی کوئی شرعی نصاب نہیں۔حالات کے پیشِ نظر اس میں کمی وبیشی کی جاسکتی ہے۔اور حکومت کو ٹیکس معاف کرنے اور ٹیکس فری زون مقرر کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔زکوٰۃ معاف کردینے یا اس میں کمی وبیشی کا اختیار پیغمبرِ اسلام کو بھی حاصل نہیں۔اور نہ ہی کسی ٹیکس کو زکوٰۃ کے متبادل قرار دیا جاسکتا ہے۔

۲۔زکوٰۃ مالی عبادت ہے اس میں دوسری عبادات کی طرح اخلاصِ نیت کا ہونا فرض ٹھہرایا گیا ہے۔ٹیکس میں اخلاص نیت کی شرط موجود نہیں۔

۳۔زکوٰۃ صرف صاحبِ نصاب مسلمان پر فرض ہے اور یہ غیر مسلم سے لینی اور دینی جائز نہیں۔ٹیکس میں مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان امتیاز نہیں پایا جاتا۔

۴۔حالات کے مطابق زکوٰۃ اپنے طور پر بھی ادا ہوسکتی ہے۔ٹیکس متعلقہ محکمے اور اس کی مقرر کردہ برانچ کے بغیر ادا نہیں کیا جاسکتا۔

۵۔زکوٰۃ کے مصارف اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں۔ٹیکس حکومت جہاں چاہے خرچ کرسکتی ہے

۶۔زکوٰۃ مخلص مسلمان خوشی سے ادا کرتے ہیں انہیں اس کے بدلے گناہوں کی معافی کا یقین، دنیا میں لذت اور سکون حاصل ہوتا ہے۔اس کے مقابلے میں ٹیکس ایک بوجھ اور اس کی ادائیگی میں ناپسندیدگی کے جذبات غالب ہوتے ہیں۔

۷۔ٹیکس ہر چیز پر لگایا جاسکتا ہے لیکن زکوٰۃ سے جو چیزیں مستثنیٰ ہیں ان پر زکوٰۃ لگانا حرام ہے۔خلیفۂ وقت بھی ایسا نہیں کرسکتا۔مثلاً رہائشی مکان، ذاتی استعمال کی سواریاں، گھریلو سامان وغیرہ۔

۸۔زکوٰۃ کی شرح ہر علاقے، زمانے میں ایک ہی حساب سے ہے۔ٹیکس علاقائی حالات اور حکمرانوں کے مزاج کے مطابق بدلتے رہتے ہیں۔

کیا زکوٰۃ کے علاوہ ٹیکس جائز ہے؟

قرآنِ مجید نے زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ذکر فرمائے ہیں اس لسٹ میں کمی وبیشی کرنا کسی عالمِ دین اور حکومت کا اختیار نہیں جبکہ یہ حقیقت ہے کہ ان اخراجات کے علاوہ بے شمار ایسی ضروریات اور اخراجات ہیں جن کو پورا کرنے کے لئے حکومت کو مزید سرمایہ کی ضرورت ہے پھر تمدنی ترقی، انفرادی اور اجتماعی سہولیات، انتظامی امور کی وسعت کے لئے مزید ٹیکس لگائے بغیر چارۂ کار نہیں۔آج سے ایک صدی پہلے بجلی، سوئی گیس، منڈی سے دیہات تک پختہ سڑکیں اور گھر گھر پانی پہنچانے کا خیال نہیں کیا جاسکتا تھا اب ان سہولتوں کے بغیر شہروں میں زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔جب عوام ان سہولتوں سے مستفید ہوں گے تو انہیں ان کا معاوضہ بھی ادا کرنا پڑے گا۔ہاں اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ یہ معاوضہ (BILLS) اتنے ہی ہونے چاہییں جتنا صارفین ان چیزوں کا استعمال کرتے ہیں۔سیاسی بنیادوں پر بلاضرورت محکمانہ بھرتی، افسروں کی عیاشی، چوروں سے عدم وصولی کا بوجھ عوام پر ڈالنا یہ بڑے درجے کا ظلم ہے۔اسلام ایسی معاشرت اور ان مظالم کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اگر سرکاری انتظامیہ کا معیارِ زندگی عوام کے رہن سہن سے ہم آہنگ ہو جائے، کسی منصوبے کے اخراجات پورے ہوتے ہی وہ ٹیکس ختم کر دیا جائے تو لوگ خوشی سے ٹیکس ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔بغیر وجہ حکومت کو ٹیکس لگانے کا کوئی اختیار نہیں۔ علمائے اسلام ایسے ٹیکسوں کی ہمیشہ مخالفت کرتے رہے ہیں۔شام کے حکمران سلطان

ظاہر بیبرس نے تاتاریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ٹیکس لگانے کا ارادہ کیا تو اس نے دمشق کے علما سے فتوی طلب کیا، اکثر علما نے مصلحت وضرورت کے پیش نظر سلطان کو ٹیکس لگانے کی اجازت دے دی۔ اس وقت مشہور محدث امام نووی موجود نہیں تھے۔ بعد ازاں بادشاہ نے انہیں بلوایا اور فتوی پر دستخط کرنے کی درخواست کی۔ حضرت الامام نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ حاکمِ وقت نے انکار کی وجہ دریافت کی تو امام محترم نے فرمایا تم صرف فوجی افسر تھے اور تمہارے پاس کچھ نہیں تھا آج تمہارے پاس ایک ہزار ذاتی غلام اور ہر غلام کے پاس درہم و دینار کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور پھر تم دو سو لونڈیوں کے مالک ہو ہر لونڈی زیورات سے لدی ہوئی ہے۔ یہ سارا مال پہلے سرکاری خزانے میں جمع کرواؤ اور اس کے بعد تمہیں عوام سے ٹیکس لینے کا حق پہنچتا ہے۔

عشر

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ O (الانعام ۱۴۱. پ۸)

"وہ اللہ ہی ہے جس نے طرح طرح کے باغ اور تاکستان اور نخلستان پیدا کئے، کھیتیاں اگائیں جن سے قسم قسم کے پھل حاصل ہوتے ہیں، زیتون اور انار کے درخت پیدا کئے جن کے پھل صورت میں مشابہ اور مزے میں مختلف ہوتے ہیں۔ کھاؤ ان کی پیداوار جبکہ یہ پھلیں اور اللہ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو اور حد سے نہ گزرو کہ اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔

عشر کا معنٰی ہے کسی چیز کا دسواں حصہ جس طرح سونا، چاندی، نقدی اور جانور میں زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح زمین کی پیداوار میں عشر کی صورت میں زکوٰۃ فرض قرار دی گئی لیکن عشر اور زکوٰۃ میں بنیادی فرق یہ ہے

۱۔ جس زمین کو نہر یا ٹیوب ویل وغیرہ سے سیراب کیا جائے اس کی فصل کا نصف عشر (بیسواں حصہ) غربا میں تقسیم کرنا ہوگا۔

۲۔ جو زمین بارش کے ذریعے سیراب ہو (بارانی) اس فصل کا عشر (دسواں حصہ) غربا میں تقسیم کرنا ہوگا۔

۳۔ زکوٰۃ سال میں ایک دفعہ جب کہ عشر فصل اور باغات کے پھل پر منحصر ہے۔ اگر باغ اور فصل سال میں دو مرتبہ ہوگی تو سال کی بجائے دو مرتبہ عشر ادا کرنا ہوگا۔

۴۔ عشر میں زمین کا مالک ہونا ضروری نہیں۔

۵۔ جس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اسے عشر بھی جنس یا نقدی کی صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے۔

۶۔ سبزیات میں عشر کی بجائے ان کی سالانہ آمدنی کی بچت پر زکوٰۃ ہوگی۔

۷۔ شہد اور دیگر فصلوں پر بھی عشر ہوگا۔

صدقۃ الفطر

فطر کا معنی ہے روزہ کھولنا کیونکہ اس صدقہ کو رمضان کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے اس لئے نبی مکرم ﷺ نے اس کا نام صدقۃ الفطر قرار دیتے ہوئے اس کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ صدقۃ الفطر سے رمضان کی کوتاہیاں معاف ہونے کے ساتھ غربا اور مساکین کے خورد و نوش کا انتظام ہوتا ہے۔ اسلام کا تقاضا ہے کہ امرا زندگی کے سفر میں غربا کو

ساتھ لے کر چلیں۔ بالخصوص خوشی کے موقع پر کمزور لوگوں کو یاد رکھنا دین کا مطالبہ ہے یہی عقیقہ اور صدقۃ الفطر کا فلسفہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ طُهْرَۃً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَۃً لِلْمَسَاکِیْنَ فَمَنْ اَدَّاھَا قَبْلَ الصَّلَاۃِ فَهِیَ زَکٰوۃٌ مَقْبُوْلَۃٌ وَمَنْ اَدَّاھَا بَعْدَ الصَّلَاۃِ فَهِیَ صَدَقَۃٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ. (رواہ احمد و ابن ماجہ، حسن)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقۂ فطر روزے دار کو بے ہودگی اور فحش باتوں سے پاک کرنے اور محتاجوں کو کھانے کا انتظام کرنے کے لئے فرض کیا گیا ہے۔ جس نے نمازِ عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کیا اس کا صدقہ فطر ادا ہو گیا اور جس نے نمازِ عید کے بعد ادا کیا اس کا صدقۂ فطر عام صدقہ شمار ہوگا۔ گویا کہ اس صدقہ سے روزوں کی کوتاہیوں کی تلافی نہ ہو سکے گی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَرَضَ زَکٰوۃَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَی النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْصَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ عَلٰی کُلِّ حُرٍّ اَوْعَبْدٍ ذَکَرٍ اَوْاُنْثٰی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (متفق علیہ)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تو رمضان کا صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے“۔

عَنْ نَافِعٍ فَکَانَ ابْنُ عُمَرؓ یُعْطِیْ عَنِ الصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ حَتّٰی اِنْ کَانَ لَیُعْطِیْ عَنْ بَنِیَّ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یُعْطِیْھَا الَّذِیْنَ یَقْبَلُوْنَھَا وَکَانُوا یُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِیَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ. (بخاری)

حضرت نافعؓ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ گھر کے چھوٹے بڑے تمام افراد کی طرف سے صدقہ فطر دیتے تھے حتی کے میرے بیٹوں کی طرف سے بھی دیتے تھے

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں کو دیتے تھے جو مستحق ہوتے تھے اور عید الفطر سے ایک یا دو دن پہلے دیتے تھے۔ آپ نے گھر کے ہر فرد چاہے اس نے کسی معذوری کی وجہ سے ایک روزہ بھی نہ رکھا ہو اس پر بھی صدقۃ الفطر کو واجب قرار دیا۔ اس لئے گھریلو ملازم اور چھوٹے بچوں کا صدقۃ الفطر بھی ایک صاع کے برابر ادا کرنا چاہیے۔ صاع کا وزن ڈھائی کلوگرام کے برابر لگایا گیا ہے۔

زکوٰۃ کے فوائد

ا۔ سالانہ حساب و کتاب کا اہتمام

اسلام بے خبری، بدنظمی اور دنیا سے عدم دلچسپی کا نام نہیں وہ تو باخبر رہنے، منظم اور اپنی ذمہ داریوں کے حوالے سے معاملات میں گہری دلچسپی لینے کی تعلیم دیتا ہے یہ ذمہ داریاں دین کے حوالے سے ہوں یا دنیاوی امور کے متعلق، شریعت کا مقصد یہ ہے کہ آنکھیں کھول کر اپنی ذمہ داریوں کو پہچانتے ہوئے انہیں نبھانے کی کوشش کرو۔ خاص کر کاروبار کا تقاضا ہے کہ اس پر پوری محنت اور توجہ مبذول کی جائے۔ سستی اور عدم دلچسپی سے خسارہ ہی نہیں اکثر اوقات اصل سرمایہ ہی ضائع ہو جاتا ہے۔ زکوٰۃ میں کاروباری حکمت یہ بھی ہے کہ مسلمان زکوٰۃ کے حوالے سے ہر سال حساب و کتاب کریں کہ انھیں انفرادی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر پتہ چل سکے کہ ان کی معیشت کس سطح پر قائم ہے۔ تاکہ سال میں انہوں نے کیا کھویا اور کیا پایا کا اندازہ ہو سکے۔

۲۔ ارتکازِ دولت کا خاتمہ

نظامِ معیشت کو ناہمواری کے ناسور سے محفوظ رکھنے اور ارتکازِ دولت کے مستقل علاج کے لئے اسلامی قانونِ معیشت سے زیادہ کوئی نظام کامیاب نہیں ہو سکتا۔ صدقہ و زکوٰۃ

،اور وراثت کی تقسیم سے تدریجاً جاگیرداری نظام کا خاتمہ، دولت کی منصفانہ تقسیم کا جامع اور مستقل نظام جاری کیا گیا ہے۔ تاکہ دولت چند لوگوں کے ہاتھوں جمع نہ ہو سکے اس نظام کے ذریعے غریب کو غریب تر ہونے سے بچایا جا سکے۔ اس طرح غریب کی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کا اہتمام کرتے ہوئے ارتکازِ دولت کا علاج کیا گیا ہے۔

۳۔ تزکیہ اور برکات

نبوّت کے بنیادی عناصر اور اجزا میں اہم ترین ایک جزو یہ ہے کہ ہر اعتبار سے فرد، معاشرے اور تمام شعبہ ہائے زندگی کا تزکیہ کیا جائے۔

معاشیات کا تزکیہ یہ ہے کہ اسے رزقِ حلال کے اصولوں پر استوار رکھتے ہوئے صدقہ وخیرات اور سال بھر کی جمع شدہ رقم میں باقاعدہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا التزام کیا جائے۔ اس سے مال دار کا مال پاک اور معاشرے کو غربت سے نجات اور ضمیر کا تزکیہ اور دل کو تسکین اور لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور آدمی بخل اور دولت کے تکبر وغرور سے پاک ہو جاتا ہے۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ○ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ○ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى ○ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ○ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ○ (اللیل ۱۷ تا ۲۱ پ ۳۰)

”وہ نہایت پرہیزگار ہے جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے۔ اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ اسے دینا ہو۔ وہ تو صرف اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے کام کرتا ہے اور ضرور وہ اس سے خوش ہوگا“۔

تزکیہ کے ساتھ ہی مال میں برکت پیدا ہوتی ہے کیونکہ لفظ زکوٰۃ کا معنی پاکیزگی اور اضافہ کے ہیں۔ نبی محترم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَانَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ

مَالٍ. (مسلم باب الصدقة)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی''۔

۴۔ غربت کا تدارک

دین دار طبقے کی اکثریت نے غربت کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سمجھ کر قبول کر رکھا ہے۔ اس کے برعکس سوچنا وہ خدائی تعلیم کے خلاف سمجھتے ہیں۔ جب کہ اس کے تدارک کی کوشش نہ کرنا پرلے درجے کی جہالت اور غریب کو اس کے حال پر چھوڑ دینے کے مترادف ہے۔ آپؐ نے غریب کو کلہاڑا خرید کر جنگل سے لکڑیاں لا کر شہر میں فروخت کرنے کا حکم دیا۔ گویا کہ غربت کے خلاف بھرپور طریقہ سے کوشش کر کے اپنے حالات کو بدلنے کی تلقین ہے۔ جو لوگ کوشش کے باوجود یا گردش ایام کی وجہ سے پس ماندگی کا شکار ہوتے ہیں ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اسلام نے امیروں کی دولت میں ایک مخصوص حصہ مقرر کر کے اس کو غربا کا حق قرار دیتے ہوئے اس کو اسلام کے بنیادی ارکان میں شمار کیا ہے۔

۵۔ باہمی محبتوں کا فروغ

دکھی اور حاجت مندوں کے ساتھ میٹھے بول ہی نہیں اسلام عملی ہمدردی کے لیے مستقل منصوبہ پیش کرتا ہے۔ میٹھی گفتگو غریب کے لیے وقتی طور پر تسکین کا باعث تو ہے لیکن اس کی ضروریات اس سے پوری نہیں ہوسکتیں اگر آپ وسائل ہوتے ہوئے بھی اس کی مدد نہیں کریں گے تو آپ کی پارسائی اسے زیادہ دیر متاثر نہیں رکھ سکتی۔ آہستہ آہستہ اس کا دل آپ سے دور ہوتا جائے گا۔ دلوں کی نفرت ہی باہمی رنجشوں اور معاشرے

کی توڑ پھوڑ کا باعث ہوا کرتی ہے اس لیے آپ ؐ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کا پڑوسی بھوکا سو یا رہے اور دوسرے نے علم اور وسائل ہوتے ہوئے اسے کھانا نہیں کھلایا تو اس کا اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں سمجھا جائے گا۔ اس اعتبار سے زکوٰۃ وصدقات باہمی محبتوں کے فروغ کا مؤثر ترین ذریعہ اور ہمدردی کا سرچشمہ ہے۔

۶۔ مصائب سے نجات

صدقہ وخیرات کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد یہ ہے کہ اس سے مصائب و آلام سے نجات ملتی ہے۔ اس لئے کہ مخیّر حضرات کے تعاون کی وجہ سے غریبوں، معذوروں، بیماروں اور مجبور لوگوں کو مالی، جسمانی، روحانی اور دیگر مشکلات سے نجات ملتی ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ مخیّر لوگوں کی بھی مشکلات آسان فرما دیتے ہیں۔

مگر کئی صاحبِ ثروت حضرات اس ارشاد کی روشنی میں عام صدقہ وخیرات تو کرتے ہیں لیکن باقاعدہ حساب و کتاب سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے بلاشبہ انہیں عام صدقات کا فائدہ پہنچتا ہے لیکن فرض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے وہ اللہ کے نافرمان اور اس کے حقیقی اور دائمی فضل و کرم سے محروم رہتے ہیں۔ جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے ان کے نصیب میں ہونا چاہیے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے عائد کردہ فرائض کے بعد ہی نفلی عبادات کا ثواب ملتا ہے اس لیے زکوۃ کی ادائیگی سے بے شمار مالی، روحانی اور جسمانی پریشانیوں سے نجات ملتی ہے۔

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السَّوْءِ (باب فضل الصدقة، مشكوة)

''صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے''۔

۷۔ عملی شکریہ

اللہ تعالیٰ انسان کو بے شمار نعمتوں اور ان گنت انعام واکرام سے نوازتا ہے۔ اس کا شکر انتہائی ضروری ہے۔ جس طرح نعمتیں مختلف شکلوں میں ہیں اسی طرح ان کے شکرانہ کی مختلف صورتیں مقرر فرمائیں۔ جسم اور اس کی توانائی کا شکرانہ نماز روزے کی صورت میں جب کہ سیم وزر کے تشکر کے لئے قربانی، حج، اور زکوٰۃ وصدقات کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ اپنے مال میں سے سال کے بعد ایک متعین حصہ اللہ کی رضا کے لیے نکالنا زکوٰۃ کہلاتا ہے اور یہ مال کا عملاً شکریہ ادا کرنا ہے۔ جس کا انعام یہ ہے

لَاِ نْ شَكَرْ تُمْ لَاَ زِيْدَ نَّكُمْ (ابراھیم ۷. پ ۱۳)

''اگر تم شکر کا رویہ اپناؤ گے تو مزید عنایت پاؤ گے''۔

زکوٰۃ کا معنیٰ بھی اسی ارشاد کے تابع ہے کیونکہ لفظ زکوٰۃ کا معنیٰ مال میں اضافہ اور دوسرا مفہوم مال وجان میں تزکیہ کا ترجمان ہے۔

اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ (باب النفقة، مسلم)

''اے ابنِ آدم! تم دوسروں پر خرچ کرو تم پر بھی خرچ کیا جائے گا''۔

۸۔ خدائی انشورنس

طبعِ انسانی میں یہ بات ہمیشہ موجود رہتی ہے کہ اسے آنے والے کل کے لیے کچھ جمع کرنا چاہیے۔ کیونکہ آج وہ صحت مند اور باروزگار ہے نامعلوم آنے والے وقت میں اس کے ساتھ کیا حادثہ پیش آجائے اس فکر کی بنا پر آدمی کچھ نہ کچھ بچا کر رکھنے کا عادی ہے تاکہ کل خود اور اس کے اہل وعیال مستفید ہوسکیں۔ اس طرح کی انشورنس کے لیے دنیا میں بے شمار سکیمیں جاری ہیں۔ مسلمان کا جب یہ عقیدہ ہے کہ یہ دنیا عارضی ہے اور موت کے بعد لامحدود زندگی کا آغاز ہونے والا ہے اور اس کا انحصار اعمال کے نتائج پر ہوگا تو صحیح فہم وفراست کا تقاضا ہے کہ آدمی اُس جہاں کے لیے ضرور اہتمام کرے

جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اسی انشورنس کی بنیاد پر ہی اسے آخرت کی مراعات میسر ہوں گی گویا کہ صدقہ وخیرات آدمی کے لیے خدائی انشورنس کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس انشورنس کی گارنٹی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔

۹۔ امہ کا بیت المال

اَلزَّکٰوۃُ قَنْطَرَۃُ الْاِسْلَامِ (باب الزکوۃ، مشکوۃ)

''زکوٰۃ اسلام کا خزانہ ہے''۔

اسلام نے فرد کو ذاتی اور انفرادی آزادی دیتے ہوئے اجتماعی زندگی کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ انفرادی کوششیں کتنی ہی موثر اور ثمر آور ہوں وہ اجتماعی جدوجہد اور ان کے نتائج کے برابر نہیں ہوسکتیں۔ انفرادی معاملات شخصی کاوش سے حل ہوسکتے ہیں لیکن اجتماعی مسائل کا حل فرد کے بس کا روگ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بالخصوص اجتماعی مالی مشکلات اگر ان کا حل اپنے اپنے انداز سے کرنے کی کوشش ہوگی تو نہ صرف مسائل پر قابو نہیں پایا جاسکے گا بلکہ اس صورت سے معاشرے میں گداگری میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

بیت المال نہ ہونے کے اخلاقی اور معاشی نقصانات

قرآن حکیم مقاصدِ زکوٰۃ بیان کرتے ہوئے فلسفۂ زکوٰۃ بھی نمایاں کرتا ہے کہ جہاں ادائے زکوٰۃ سے صاحبِ زکوٰۃ کا مال پاک ہوتا ہے وہاں اس کے نفس پر پڑنے والی آلائشوں یعنی بخیلی اور تنگ دلی کا صفایا اور رعونت ونخوت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی ۝ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ۝ (الیل ۱۷۔۱۸، پ ۳۰)

''اس متقی کو جہنم سے بچالیا جائے گا جس نے پاک ہونے کی خاطر اپنا مال خرچ کیا''۔

انفرادی طور پر فریضہ زکوٰۃ ادا کرنے والے شخص میں نرگسیت اور اپنائیت کی وہ بیماریاں اور جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں جو ختم ہونے کی بجائے بسا اوقات مزید بڑھ

جاتے ہیں جس کو دیکھنے والا بڑی آسانی سے اندازہ کر سکتا ہے۔آج کتنے لوگ ہیں جو یہ تمنا اور خواہش رکھتے ہیں کہ لوگ ان کی چوکھٹ پر حاضری دیں اور جب وہ خود کسی مجلس میں جائیں تو ان کو وی۔آئی۔پی کا درجہ دیا جائے۔ان کے چہروں کے خطوط اس خواہش کی چغلی کھار ہے ہوتے ہیں اور ایسے لوگ مجبوروں اور حاجت مندوں کو اپنے درودیوار کی بار بار دفعہ زیارت پر مجبور کرتے ہیں۔اگر بیت المال قائم ہو جائے تو پھر زکوٰۃ دینے اور لینے والے ان بیماریوں سے یک دم محفوظ و مامون ہو جائیں گے کیونکہ جونہی یہ رقم بیت المال میں داخل ہوگی اور اسلام کا خزانہ قرار پائے گی تو اس پر دولت مند کا حق نہیں ہوگا بلکہ غریب اور سائل ہی اس کا حق دار ٹھہرے گا جس کو پورے احترام واکرام کے ساتھ بیت المال سے حق ملے گا۔اگر ہم چاہتے ہیں کہ دینے والا ان نجاستوں اور لینے والا ان خباثتوں سے بچ جائے تو پھر بیت المال کا قیام ناگزیر ہی نہیں بلکہ فرض اور لازم ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

۱۔بیت المال میں مال جمع ہونے کے بعد کسی کی اجارہ داری نہیں ہوگی۔

۲۔بیت المال میں صدقہ وزکوٰۃ جمع کروانے والا نرگسیت اور انانیت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۳۔زکوٰۃ جمع کروانے کے بعد نمود ونمائش سے بچنا آسان ہوتا ہے۔

۴۔مجبور اور معذور لوگ مخیّر حضرات کی کوٹھیوں کے طواف سے بچ جاتے ہیں۔

۵۔دینے والا اخلاقی نجاستوں سے پاک اور لینے والا ان خباثتوں سے مامون رہے گا

۶۔بیت المال سے حق دار کو اس کا حق ملنا زیادہ آسان ہوا کرتا ہے۔

۷۔جس طرح نماز باجماعت کا ثواب زیادہ ہے اس طرح زکوٰۃ بیت المال میں جمع کروانے کا ثواب زیادہ ہے۔

زکوٰۃ کے بارے میں غیر مسلموں کے تاثرات

تھامس آرنلڈ اپنی تصنیف دعوتِ اسلام میں لکھتے ہیں کہ نظامِ زکوٰۃ اسلام کا ایک دینی فریضہ ہے جو بڑی لطافت سے اسلامی معاشرے میں اخوت اور بھائی چارہ پیدا کرتا ہے، جس میں ہر رنگ ونسل کے مسلمان برابر ہیں اور ایک نیا مسلمان ہونے والا شخص اسلام قبول کرتے ہی وہی مرتبہ حاصل کرلیتا ہے جو ایک قدیم مسلمان کا حق ہے۔

بلاشبہ نظامِ زکوٰۃ ایک منفرد اور بے مثل نظام ہے۔

ایک اور مستشرق لیوڈ روش کہتا ہے:

''اسلام دو عالمی اجتماعی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔اوّلاً ایک نظامِ اخوت قائم کر کے اجتماعیت تشکیل دیتا ہے۔ثانیاً زکوٰۃ فرض قرار دے کر اغنیاء کے مال میں فقراء کا حق متعین کر دیتا ہے۔یہاں تک کہ اگر اغنیاء نہ دیں تو حکومت زبردستی لے سکتی ہے''۔(علامہ قرضاوی)

ایک مصنف کہتا ہے:

''زکوٰۃ ایک دینی اور لازمی ٹیکس ہے،ایک اجتماعی معاشی نظام ہے جس میں فقراء کی مدد ہوتی ہے اور مستقل طور پر ان کی دست گیری کی جاتی ہے۔تاریخِ انسانیت میں اسلام نے سب سے پہلے یہ انوکھا اور منفرد نظام وضع کیا ہے کہ ایک ٹیکس عائد کیا جو عملاً اربابِ ثروت سے لیا جاتا ہے اور فقراء میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ایک اجتماعی دائرہ میں امت کی وحدت قائم ہو جاتی ہے جس سے اسلامی نظام ایک ایسی اساس پر قائم ہوتا ہے جس میں نفرت وحسد نہیں ہوتا''۔

فرانسیسی مستشرق ماسیناں کہتا ہے:

''اسلام نے ابنائے معاشرہ کی کفالت کا اجتماعی اصول دے کر صحیح معنیٰ میں نظام مساوات قائم کی ہے اور زکوٰۃ عائد کی ہے جسے ہر شخص بیت المال کو ادا کرتا ہے جس سے تمام بنیادی ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے اور انفرادی ملکیت اور تجارتی سرمایہ کاری کی توثیق ہوتی ہے، ربا کا خاتمہ ہوتا ہے اور بالواسطہ ٹیکسوں سے نجات ملتی ہے اور اس طرح ایک ایسا معاشی نظام تشکیل پاتا ہے جو سرمایہ داری اور اشتراکیت کے درمیان ایک نظامِ عدل کی صورت میں ابھرتا ہے۔'' (علامہ قرضاوی)

ایک اطالوی مصنفہ فاغلیری لکھتی ہے:

''تقریباً تمام مذاہب نے صدقات کی اخلاقی اور اجتماعی اہمیت واضح کی ہے لیکن یہ شرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے صدقات کے فضائل بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے حکماً اور عملاً نافذ کر دیا کہ ہر شخص اپنی ثروت اور دولت میں سے ایک حصہ فقراء محتاجوں اور ضرورت مندوں کے لئے ادا کرے اور اپنے نفس کو بخل سے پاک کر کے الٰہی کفالت کے نظام میں شریک ہو جائے''۔

بعض مصلحین امّت کی آراء

مستشرقین کے خیالات ذکر کرنے کے بعد اب ہم بعض مسلمان مصلحین کی آراء بھی ذکر کرتے ہیں، شاید ان کی آراء ہدایت اور موعظت کا ذریعہ بن جائیں۔

علامہ سید رشید رضا فرماتے ہیں کہ اسلام فرضیتِ زکوٰۃ میں تمام مذاہب سے ممتاز ہے۔ اگر مسلمان نظامِ زکوٰۃ قائم کر لیں تو ان کے رزق میں برکت ہو اور مسلم معاشرے میں کوئی نادار اور مفلس نہ رہے۔ لیکن مسلمانوں نے خود اپنے اوپر زیادتی کی ہے کہ نظامِ زکوٰۃ کو معطل کر دیا اور تمام اقوام عالم میں سیاسی اور مالی لحاظ سے پست

ہو گئے، حکومت بھی گئی اور عزت بھی ختم ہوئی اور مسلمان اپنی اولاد کی تربیت کے لئے بھی غیروں کے محتاج ہو گئے۔ اب ہم اپنے بچوں کو علم وتربیت کے حصول کے لئے عیسائی مشنری اسکولوں میں بھیجتے ہیں اور ان کے ملی روابط منقطع کر کے انہیں غیروں کا غلام بنا دیتے ہیں۔ ہمارے مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ہم ایسے سکول کھولیں۔ میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے پاس دین وعقل اور ہمت وغیرت نہیں ہے حالانکہ دوسری اقوام تو اپنی فہم وفراست سے اس نتیجہ پر پہنچیں کہ اجتماعی خیر کے لئے سب مل کر مصارف کریں جبکہ مسلمانوں کو خدا نے حکم دیا ہے لیکن مسلمان اسی ذلت پر راضی ہیں کہ غیروں ہی کے دستِ نگر بنے رہیں، اور خود اپنے آپ کو فراموش کئے رہیں تا کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمتیں ان سے دور رکھے۔

اب داعیانِ اصلاح کا فریضہ یہ ہے کہ وہ حصولِ زکوٰۃ کی ایک تنظیم قائم کریں جسے اولاً اس تنظیم کے منسلکین ہی کی فلاح پر صرف کیا جائے اور اس امر کو ملحوظ رکھا جائے کہ نظام اسلام کو از سرِ نو برپا کرنے کی مساعی پر صرف کرنا فی سبیل اللہ کے دائرے میں آتا ہے، اسی طرح دعوتِ اسلام اور اسلام پر بیرونی حملوں کی مدافعت بھی زکوٰۃ کا مصرف ہے۔

''اسلام کی عظمت وتقدیس کی بحالی کے لئے ناگزیر ہے کہ نظامِ زکوٰۃ بحال کیا جائے اگر نظام زکوٰۃ قائم ہو جائے تو اسلام کو مزید قوت حاصل ہوگی اور مسلمانوں کو کافروں کی غلامی سے نجات دلائی جا سکے گی''۔ (قرضاوی)

صدقہ وزکوٰۃ کی انفرادی برکات

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ ✓ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○

(الاعراف ۹۶ ۔ پ ۹)

''اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے مگر انہوں نے جھٹلایا، لہذا ہم نے اس بری کمائی کے سبب سے انہیں پکڑ لیا۔''

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ دوسرے مہاجرین کی طرح بے خانماں ہو کر مدینہ میں آئے تو مواخاتی بھائی کی پیش کش سے معذرت کرتے ہوئے انہوں نے کہا بس مجھے یہاں کے کاروباری حالات اور منڈی کی معلومات سے آگاہ کیا جائے۔ تب وہ خالی ہاتھ بازار گئے لیکن ایک زمانہ ایسا آیا کہ وہ ایک ایک مجلس میں لاکھوں روپے غرباء اور مساکین پر خرچ کئے دیتے تھے۔ اور جب وہ دنیا سے رخصت ہوئے تو مکانات اور رقبہ جات کے علاوہ ان کے پاس ایک کروڑ کی نقدی موجود تھی۔ (التجارۃ فی الاسلام)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے۔ ایک شام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک اجنبی نماز پڑھ رہا تھا نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے کا انتظام کرنا چاہا پہلے اپنے گھر پیغام بھیجا لیکن کھانے کی کوئی چیز موجود نہیں تھی پھر مجلس میں موجود لوگوں کی توجہ اس جانب دلائی تو حضرت طلحہ اس مہمان کو اپنے ساتھ لیجاتے ہیں۔ گھر جا کر معلوم ہوا کھانا تو بمشکل ان کے لیئے ہی کافی ہوگا فوراً ان کے دماغ میں ایک تجویز آئی جب دونوں نے کھانا شروع کیا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے روشنی گل کر دی اس طرح مسافر نے کھانا سیر ہو کر

کر کھایا اور حضرت طلحہ ؓ یوں چپا کے مار کر اسے یہ باور کرواتے رہے کہ وہ عرب کے دستور کے مطابق مہمان کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں اس اخلاص اور مسلسل جفاکشی اور اللہ کی راہ میں بے پناہ صدقہ و خیرات کی وجہ سے حضرت طلحہ ؓ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو مکہ، مدینہ، بصرہ اور کوفہ میں کئی مکانات کے مالک ہونے کے ساتھ لاکھوں روپے ورثا کے لئے چھوڑ کر گئے۔ (قرضاوی)

زکوۃ کے اجتماعی ثمرات

ایک وقت وہ تھا کہ جب غزوۂ احد کے شہدا کو دفن کرنے کا وقت آیا تو ان کے مقدس اجسام ڈھانپنے کے لئے مسلمانوں کے پاس کفن کا کپڑا ابھی موجود نہیں تھا۔ سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے، پاؤں چھپاتے تو چہرہ کھل جاتا تھا۔ اس حالت میں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پاؤں گھاس سے اور چہرہ کفن سے ڈھانپ دیئے جائیں۔ غزوۂ خندق کے وقت آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے کمریں سیدھی رکھنے کے لئے پیٹوں پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ لیکن ایک وقت آیا کہ معاشی منصوبہ بندی، جہاد فی سبیل اللہ اور زکوٰۃ و صدقات کی اجتماعی برکات کی وجہ سے مملکتِ اسلامیہ کا بیت المال مال کی کثرت کی وجہ سے تنگیِ داماں کی شکایت کر رہا تھا اور اب وہ بابرکت وقت آن پہنچا جب چاروں طرف سے سیم وزر، غلہ اور اناج کے قافلے مرکزی بیت المال مدینہ کی طرف صبح و شام پہنچ رہے تھے۔ بصرہ کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ دس لاکھ کی خطیر رقم لے کر مرکزی بیت المال کے سامنے کھڑے تھے تو حضرت عمر ؓ نے خوشی اور تعجب کے ملے جلے جذبات سے استفسار کیا کہ ابوموسیٰ دس لاکھ کی گنتی جانتے ہو تو انہوں نے عرض کیا جنابِ امیر المومنین میں ابھی آپ کے سامنے یہ رقم شمار کر سکتا

ہوں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب تو ہر شخص کو وظیفہ لینے کا حق پہنچتا ہے پھر انہوں نے یہ الفاظ ادا فرمائے:

وَاللّٰہِ لَئِنْ بَقِیتُ لَیَاْتِیَنَّ الرَّاعِیَ بِجَبَلِ صَنعَاءَ حَظُّهُ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَهُوَ مَكَانَهُ قَبْلَ اَنْ يَحمَرَّ وَجْهُهُ فِي طَلَبِهِ. (كتاب الخراج، سيرت عمر)

"بخدا! اگر میں زندہ رہا تو بیت المال کے اس طرح دروازے کھول دیے جائیں گے کہ ہر شخص کو وظیفہ کی رقم پہنچ جائے۔ حتیٰ کہ یمن کے پہاڑوں میں رہنے والے چرواہوں کو بھی ان کے گھروں میں وظیفہ پہنچایا جائے گا۔ تاکہ اپنے حصے کی تلاش میں یہاں کا سفر کرنے کی صعوبت سے اس کا چہرہ سرخ ہو جانے سے پہلے پہلے اس کو وہ مل جائے۔" (کتاب الخراج، سیرت عمر)

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ پھر واقعتاً امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایسا کر دکھایا۔ ایمان کی تازگی کے لئے صرف ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسبِ معمول رات کے وقت گشت کر رہے ہیں اچانک ایک بچے کے چلانے کی آواز آئی امیرِ محترم کے چلتے ہوئے قدم رک گئے۔ دروازے کو دستک دے کر بچے کی ماں سے پوچھتے ہیں کہ یہ ننھا کیوں مسلسل روئے جا رہا ہے بی بی نے عرض کیا کہ میں اس کا قبل از وقت دودھ چھڑوانا چاہتی ہوں کیونکہ قانون کے مطابق دودھ چھوڑنے سے پہلے اس کا وظیفہ نہیں لگ سکتا۔ ہم غریب ہیں اس لئے مجبوراً ایسا کر رہی ہوں۔ امیر المومنین نے استفسار کیا کہ اس کی عمر کتنی ہے۔ بچے کی ماں عرض کرتی ہے کہ چند مہینے یہ سنتے ہی حضرت کی طبیعت پر عجیب اثر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز فجر میں اس قدر روئے کہ بار بار آپ کی آواز دب جاتی تھی

سورج نکلتے ہی ملک بھر میں یہ فرمان جاری کیا کہ اب کے بعد جونہی بچہ پیدا ہو اس کا وظیفہ جاری کر دیا جائے۔ (ایام خلافت راشدہ، مولانا عبدالروف جھنڈا نگری، کتاب الاموال)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے ایک خطبہ جمعہ میں اعلان کرتے ہوئے سنا کہ اے مستحق حضرات! سونا، چاندی اور درہم و دینار کے کمرے میں جاؤ اور اپنا حصہ وصول کرو۔ پھر فرماتے ہیں کپڑوں اور پارچہ جات کے کمرے میں جا کر اپنے کپڑے بھی لیتے جانا اور اس کے بعد یہ بھی اعلان کیا کہ ہمارے پاس عطریات کا ذخیرہ ہے اس سے بھی اپنا حصہ وصول کرتے جاؤ۔ (الامامۃ والسیاسۃ، جلد اول واستیعاب جلد دوم)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں خیر و برکت کی فراوانی کا عالم یہ تھا کہ خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز نے مملکت اسلامیہ کے صوبہ جات کے ذمہ داران کو حکم جاری کیا کہ صحیح اور حق دار مقروض لوگوں کے قرضوں کی ادائیگی، غریب بچوں کے اور نادار لڑکیوں کی شادیوں کے اخراجات کا فوری طور پر انتظام کر کے مرکز کو رپورٹ کی جائے۔ واپسی رپورٹس سے معلوم ہوا کہ اب بھی صوبائی بیت المال نقدی اور دوسرے سامان سے لبالب بھرے ہوئے ہیں۔

یہ کس طرح ممکن ہوا؟

دیانت وامانت اور بڑوں کے نقشِ قدم

قرآن وسنت کے فرامین تو اسی طرح ہیں اور قیامت تک رہیں گے ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے نافذ کرنے والے مخلص، ایثار پیشہ اور دیانت دار افراد پر مشتمل انتظامیہ ہو۔ اس کے بغیر ان نتائج اور برکات کا حصول ممکن نہیں کیونکہ عوام الناس بڑوں کے خیالات وکردار سے زیادہ متاثر ہوا کرتے ہیں۔ لوگوں کی نفسیات کا معلمِ انسانیت ﷺ نے اس طرح تجزیہ فرمایا تھا:

اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ

”لوگ تو بڑوں کے نقش قدم پر چلا کرتے ہیں۔“

دنیا میں دیانت وامانت کے بغیر کوئی نظام بھی پھل آور نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ اگر کسی ملک میں قرآن وسنت کا نفاذ عملاً کر دیا جائے لیکن اس کے چلانے والے نااہل اور بددیانت ہوں تو شرعی نظام کے فوائد وبرکات بھی ناپید ہو جائیں گے۔ اس لئے قرآن وحدیث میں بار بار اِتَّقُوا اللّٰہَ کا حکم دیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خوف کے بغیر قانونِ الٰہی کا منشا پورا نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ہر شعبہ زندگی کی طرح آپ زکوٰۃ کے لین دین میں بھی لوگوں کو نصیحت فرماتے کہ تقویٰ اختیار کرنا۔ آپ نے ہر اس حرکت سے منع فرمایا جس سے اس نظام کی روح کو ٹھیس پہنچتی ہو۔ زکوٰۃ دینے والے کو حکم تھا کہ عدمِ ادائیگی کے لئے بہانے تلاش نہ کئے جائیں اور وصول کرنے والوں کو ارشاد تھا کہ کسی قسم کی زیادتی نہ ہونے پائے:

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَہٗ عَلَی الصَّدَقَۃِ فَقَالَ یَا اَبَا الْوَلِیْدِ اتَّقِ اللّٰہَ لَا تَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِبَعِیْرٍ تَحْمِلُہٗ لَہٗ رُغَاءٌ اَوْبَقَرَۃٌ لَھَا

خَوارٌ اَوْ شَاةٌ لَها ثُغاءٌ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ذٰلِکَ لَکَذٰلِکَ؟ قَالَ: اِیْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ قَالَ فَوَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَا اَعْمَلُ لَکَ عَلٰی شَیْئٍ اَبَدًا (رواہ الطبرانی)

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر کیا اور فرمایا اے ابوالولید! مالِ زکوٰۃ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا قیامت کے روز اس حال میں نہ آنا کہ تم اپنے کندھوں پر اونٹ اٹھائے ہوئے آؤ جو بلبلا رہا ہو یا اپنے کندھوں پر چوری کی ہوئی گائے اٹھائی ہوئی ہو جو ڈکار رہی ہو یا بکری اٹھا رکھی ہو جو ممیا رہی ہو اور پھر مجھے سفارش کے لئے کہو۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مالِ زکوٰۃ میں خرد برد کا یہ انجام ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (یہی انجام ہوگا)۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں کبھی بھی عامل کا منصب قبول نہیں کروں گا۔

افسران کا تحفہ لینا حرام قرار دیا گیا ہے

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلًا مِنَ الْاَسَدِ یُقَالُ لَهٗ ابْنُ اللُّتْبِیَّةِ قَالَ عَمْرٌو وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ عَلَی الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَکُمْ وَهٰذَا لِیْ اُهْدِیَ لِیْ قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ وَقَالَ: مَا بَالُ عَامِلٍ اَبْعَثُهٗ فَیَقُوْلُ هٰذَا لَکُمْ وَهٰذَا اُهْدِیَ لِیْ اَفَلَا قَعَدَ فِیْ بَیْتِ اَبِیْهِ اَوْ فِیْ بَیْتِ اُمِّهٖ حَتّٰی یَنْظُرَ اَیُهْدٰی اِلَیْهِ اَمْ لَا وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَنَالُ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِنْهَا شَیْئًا اِلَّا جَاءَ بِهٖ یَوْمَ

الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُهُ عَلٰى عُنُقِهِ بَعِيْرٌ لَهُ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرَةٌ لَهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةٌ تَيْعِرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْنَا عُفْرَتَيْ اِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْن (المسلم، باب الزکوٰۃ)

''حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمرو رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن ابو عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسد (قبیلہ) کے ایک شخص ابن لتبیہ نامی کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر فرمایا جب وہ شخص واپس آیا تو کہنے لگا یہ آپ کا حصہ ہے اور یہ میرا حصہ ہے جو مجھے بطور تحفہ دیا گیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور پھر فرمایا اس تحصیل دار کا کیسا کردار ہے جس کو میں نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا اور واپس آکر کہتا ہے یہ تو آپ کا مال ہے اور یہ مجھے بطور تحفہ دیا گیا ہے۔ وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا۔ پھر دیکھتے کہ اسے تحفہ ملتا ہے یا نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ تم میں سے جو شخص اس طرح سے کوئی مال لے گا یعنی تحفہ وغیرہ کے نام پر تو وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھا کر لائے گا اونٹ بلبلاتا ہوگا۔ گائے ہوگی تو وہ ڈکارتی ہوگی، بکری ہوگی تو وہ ممیاتی ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے حتیٰ کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی نظر آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا ''یا اللہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا''۔

زکوٰۃ دینے والوں کو دیانت داری کا حکم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَتَبَ لَهُ الَّتِیْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَا یُجْمَعُ بَیْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا یُفَرَّقُ بَیْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْیَةَ الصَّدَقَةِ (البخاری)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے فرض زکوٰۃ کا حکم لکھ کر دیا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی تھی اس میں یہ بھی تھا کہ زکوٰۃ کے ڈر سے جدا جدا مال کو یک جا اور یک جا مال کو علیحدہ علیحدہ نہ کیا جائے۔''

اخلاص کے پیکر حضرات

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ بَعَثَنِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مُصَدِّقًا فَمَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمَّا جَمَعَ لِی مَالَهُ لَمْ اَجِدْ عَلَیْهِ فِیْهِ اِلَّا ابْنَةَ مَخَاضٍ فَقُلْتُ لَهُ اَدِّ ابْنَةَ مَخَاضٍ فَاِنَّهَا صَدَقَتُکَ فَقَالَ ذَاکَ مَالَا لَبَنَ فِیْهِ وَلَا ظَهْرَ وَلٰکِنْ هٰذِهٖ نَاقَةٌ فَتِیَّةٌ عَظِیْمَةٌ سَمِیْنَةٌ فَخُذْهَا فَقُلْتُ لَهُ مَا اَنَا بِاٰخِذٍ مَا لَمْ اُوْمَرْ بِهٖ وَهٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْکَ قَرِیْبٌ فَاِنْ اَحْبَبْتَ اَنْ تَاْتِیَهٗ فَتَعْرِضَ عَلَیْهِ مَا عَرَضْتَ عَلَیَّ فَافْعَلْ فَاِنْ قَبِلَهٗ مِنْکَ قَبِلْتُهٗ وَاِنْ رَدَّهٗ عَلَیْکَ رَدَدْتُهٗ قَالَ فَاِنِّیْ فَاعِلٌ فَخَرَجَ بِالنَّاقَةِ الَّتِیْ عَرَضَ عَلَیَّ حَتّٰی قَدِمْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَهٗ یَانَبِیَّ اللّٰهِ اَتَانِیْ رَسُوْلُکَ لِیَاْخُذَ مِنِّیْ صَدَقَةَ مَالِیْ وَاَیْمُ اللّٰهِ مَا قَامَ فِیْ مَالِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا رَسُوْلُهٗ قَطُّ قَبْلَهٗ فَجَمَعْتُ لَهٗ مَالِیْ فَزَعَمَ اَنَّ مَا عَلَیَّ فِیْهِ ابْنَةُ مَخَاضٍ وَذٰلِکَ مَالَا لَبَنَ فِیْهِ وَلَا ظَهْرَ وَقَدْ عَرَضْتُ عَلَیْهِ نَاقَةً عَظِیْمَةً فَتِیَّةً لِیَاْخُذَهَا فَاَبٰی عَلَیَّ وَهَا هِیَ ذِهٖ قَدْ جِئْتُکَ بِهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: خُذْهَا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاکَ الَّذِیْ عَلَیْکَ فَاِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَیْرٍ اٰجَرَکَ اللّٰهُ فِیْهِ وَقَبِلْنَاهُ مِنْکَ فَقَالَ فَهَا هِیَ ذِهٖ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ جِئْتُکَ بِهَا فَخُذْهَا قَالَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِقَبْضِهَا وَدَعَا لَهٗ فِیْ مَالِهٖ بِالْبَرَکَةِ (ابو داؤد، باب جانوروں کی زکوٰۃ)

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ نے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا میں ایک آدمی کے پاس پہنچا تو اس نے اپنا سارا مال میرے سامنے پیش کر دیا اس مال میں اس شخص کو ایک سال کی اونٹنی ادا کرنا تھی میں نے اس سے کہا کہ ایک سال کی بچی دے دو، اس نے کہا کہ وہ نہ دودھ دینے والی ہے اور نہ سواری کے قابل لہذا یہ اونٹنی جوان اور موٹی تازی لے لیجئے۔ میں نے کہا کہ میں تو نبی ﷺ کے حکم کے بغیر اسے نہیں لے سکتا ہاں البتہ نبی ﷺ تمہارے قریب ہی تشریف فرما ہیں۔ اگر آپ پسند کریں تو خود جا کر آپ ﷺ کی خدمت میں اپنی اونٹنی پیش کرو جو میرے سامنے پیش کی ہے اگر آپ ﷺ نے قبول فرمالی تو میں بھی اسے قبول کر لوں گا لیکن اگر آپ ﷺ نے قبول نہ فرمائی تو میں بھی نہیں لے سکتا۔ لہذا وہ میرے ساتھ روانہ ہوا اونٹنی بھی ہمراہ لے لی۔ جب ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کا تحصیل دار میرے پاس صدقہ وصول کرنے کیسے آیا اور اللہ کی قسم یہ پہلا موقع ہے کہ آپ ﷺ کا قاصد میرے پاس صدقہ لینے کے لئے آیا میں نے اپنا مال اس کے سامنے پیش کیا تو اس نے کہا ایک سال کی بچی دے دو حالانکہ وہ دودھ دے سکتی ہے نہ ہی سواری کے قابل ہے۔ میں نے کہا یہ اونٹنی جوان موٹی تازی ہے لے لیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا اب میں اونٹنی لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ اسے قبول فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر واجب تو اتنا ہی تھا لیکن اگر خوشی سے نیکی کرنا چاہتے ہو تو اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا اور ہم اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ اس نے اونٹنی پیش کی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مجھے لینے کا حکم فرمایا اور اس کے مال میں برکت کی دعا فرمائی۔''

دیانت دار انتظامیہ

رسول اکرم ﷺ ہر اعتبار سے امت کے لیے نمونہ قرار پائے۔ آپؐ کی دیانت و امانت کے لوگ اس وقت بھی معترف تھے جب آپؐ نبوت کے تاج سے سرفراز نہیں ہوئے تھے اہلِ حجاز آپؐ کو الامین کے لقب سے یاد کرتے تھے آپؐ کی دیانت و امانت ہر دور میں مسلمہ رہی ہے آپؐ کی طبعِ صالحہ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر مستغنی اور دنیا سے بے نیاز فرمایا تھا کہ ایک دفعہ رات کا کافی حصہ بیت جانے کے باوجود آپؐ سو نہیں سکے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آقا آپؐ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے جسمانی نہیں روحانی کوفت محسوس ہو رہی ہے کیونکہ بیت المال کی کچھ چاندی گھر میں موجود ہے صبح کے انتظار میں ہوں تا کہ اسے تقسیم کر دیا جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا عالم یہ تھا موت کے وقت انہوں نے وصیت کی اب تک جو کچھ میں نے وظیفہ بحیثیت امیر بیت المال سے وصول کیا ہے اسے فوری طور پر ادا کر دیا جائے۔

حضرت عثمان فرمایا کرتے تھے:

لَا اَسْتَحِلُّ اَمْوَالَ الْمُسْلِمِيْنَ لِنَفْسِيْ وَلَا لِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَ لَقَدْ كُنْتُ أُعْطِي الْعَطِيَّةَ الْكَبِيْرَةَ مِنْ صُلْبِ مَالِيْ (طبرانی)

"میں مسلمانوں کے بیت المال سے کسی چیز کو اپنے اور کسی عزیز کے لئے جائز نہیں سمجھتا اگر میں نے کسی کو عطیہ دیا ہے تو ذاتی گرہ سے دیا ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفۂ وقت ہیں ان کے پاس بیت المال کا شہد موجود ہے ان کے بڑے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ہاں کچھ مہمان آئے تو انہوں نے بیت المال کے نگران کو درخواست کی کہ مہمانوں کے لیے کچھ شہد مجھے دے دیا جائے جو

تقسیم عام کے وقت میرے حصے سے منہا کر لینا۔ بیت المال کے انچارج نے شہد پیش کر دیا لیکن جب خلیفہ وقت کو معلوم ہوا تو انہوں نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور حسن رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے سخت لہجے میں فرمایا کہ آپ کو یہ کس طرح جسارت ہوئی کہ تقسیمِ عام سے پہلے بیت المال کا شہد اپنے استعمال میں لائیں میں حکم دیتا ہوں کہ فوری طور پر یہ شہد بیت المال میں جمع کروایا جائے جس پر اسی وقت عمل ہوا اس طرح مہمان شہد سے محروم رہے۔ (ایامِ خلافت راشدہ، جھنڈانگری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ملکِ فارس (ایران) کا دارالحکومت مدائن فتح ہوا۔ فارس کے فرمانروا کسریٰ کی تلوار اور سونے کا کمر بند ایک مجاہد کے ہاتھ آیا جس کا کسی دوسرے کو علم نہیں تھا اس نے چپکے سے یہ بیش بہا قیمتی چیزیں فوج کے کمانڈر کی خدمت میں پیش کر دیں جب اس واقعہ کا امیر المومنین کو علم ہوا تو انہوں نے اس فوجی کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا جس فوج کے جوان نے ایسی چیزیں بیت المال میں جمع کروائیں ہیں یقیناً وہ قوم دیانت و امانت کے اعلیٰ معیار پر قائم ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا

اِنَّکَ عَفَفْتَ فَعَفَتِ الرَّعِیَّةُ (کنز العمال ج ۴)

"امیر المومنین آپ خود امانت و دیانت کے پیکر ہیں اس بنا پر آپ کے منصب دار اور رعایا بھی دیانت دار ہیں۔"

محنت ومشقت کی حوصلہ افزائی

انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کے لئے وہ محنت کرے گا۔ایک دوسرے سے تعاون اور دولت مندوں کو صدقہ وزکوٰۃ کا حکم دینے کا یہ منشانہیں کہ مالی طور پر کمزور اور تنگ دست افراد محنت ومشقت چھوڑ کر امیروں کی کوٹھیوں کا طواف اور صدقہ وخیرات کرنے والوں کا منہ تکتے رہیں۔اگر اسلام خیرات وصدقات کی تحریک تک ہی اپنی توجہ مرکوز رکھتا تو لامحالہ معاشرے میں سستی اور گداگری کو رواج ملتا،لوگ محنت کرنے کی بجائے مانگنے کو ترجیح دیتے۔محسن انسانیت ﷺ نے اگر ایک دوسرے سے معاونت کا حکم دیا ہے تو دوسری طرف بھیک مانگنے کو انتہائی ذلت قرار دیا۔فرمان ہے:

اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى (مسلم،باب المنفقة)

''اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

جو شخص شرعی اجازت کے بغیر دوسروں سے مانگتا ہے وہ سرکاری افسران کی فرمائشیں، علما،گدی نشینوں کی ترغیبات ہوں یا غریب کی حرص وہوس۔قیامت کے دن ایسے شخص کے چہرے کو اس طرح خوفناک صورت میں لوگوں کے سامنے لایا جائے گا کہ لوگ فوراً پہچان لیں گے کہ یہ وہ کمینہ انسان ہے جو استغنا کی بجائے اپنے عیش وآرام اور معیارِ زندگی کے لئے لوگوں سے مانگا کرتا تھا۔

اس لئے آپ نے ہر حال میں محنت کش آدمی کی حوصلہ افزائی فرمائی۔جب کبھی آپ کے پاس کوئی سائل حاضر ہوتا تو آپ پوری طرح اس کی حالت اور سوال کا جائزہ لیتے اگر کوئی صحت مند سوال کرتا تو آپ اس کو کچھ دینے کی بجائے محنت مزدوری کا حکم دیتے جیسا کہ ایک شخص کو کلہاڑی خرید کر جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر بیچنے کا حکم دیا۔

پوری امت کو جفاکشی کا سبق دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ میرے لئے صبح کے اوقات میں برکت رکھی گئی ہے اشارہ یہ تھا کہ لوگوں کو بلاوجہ صبح آرام کرنے کی بجائے اپنے اپنے کام کاج پر نکل جانا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تاجروں کو فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنے کاروبار پر خصوصی توجہ رکھیں ورنہ غیر مسلم منڈیوں پر غالب آ جائیں گے۔ اس طرح مسلمان ان کے دستِ نگر ہو جائیں گے۔ محنت اور جفاکشی کی حوصلہ افزائی اور اس ماحول کو پروان چڑھانے کے لئے آپؐ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ملازم ہونے کے باوجود اکثر کام اپنے ہاتھوں سے کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔

خورد و نوش اور بود و باش میں سادگی

نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے سادگی کو ایمان کی نشانی قرار دیا ہے۔ آپؐ حسن و جمال کے اعتبار سے بے مثال تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندگی کے آخری سالوں میں بے پناہ وسائل سے سرفراز فرمایا تھا لیکن اس کے باوجود آپ نے سادگی اور قناعت کو اپنی زندگی کا شعار بنائے رکھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ کے انتقال کے بعد ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمارے سامنے آپ کا تہبند نکالا جو انتہائی سادہ اور موٹے کپڑے سے بنا ہوا تھا اس کو دیکھ کر حضرت امّ ایمن کہتی ہیں کہ میں نے اس کی قیمت کا اندازہ کیا جو پانچ درہم سے زیادہ نہیں تھا آج تو ہمارے غلام بھی اس قسم کا کپڑا پہننے سے انکار کرتے ہیں۔ (ایام خلافت راشدہ)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس قدر سادگی اختیار فرمائی کہ اپنی رحلت کے وقت وصیت فرماتے ہیں کہ مجھے پرانی چادروں میں دفنایا جائے کیونکہ زندہ نئے کپڑوں کے زیادہ حق دار ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے غلام کے ساتھ کپڑا خرید فرمایا غلام نے عرض کیا کہ آپ امیر المومنین ہیں اس لیے بہترین کپڑا آپ کے لیے ہونا چاہیے تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں بوڑھا آدمی ہوں قیمتی لباس جوان آدمی کو بھلا لگتا ہے۔ حضرت عمر کی سادگی تو مشہور زمانہ ہے ان کی اس قدر سادگی دیکھ کر صحابہ کرام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ امیر المومنین سے درخواست کی جائے کہ وہ عمدہ لباس زیب تن فرمایا کریں۔ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں گفتگو کرنے سے معذرت کی جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ لوگ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے بات کریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور آپ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس طرح درخواست کی

وَفُوْدُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ يَرِدُوْنَ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ هٰذِهِ الْجُبَّةُ رَقَعْتُهُمَا اثْنَتَى عَشَرَةَ رُقْعَةً (ایام خلافت راشدہ)

''آپ کے پاس عرب و عجم کے وفد آتے ہیں آپ اسی لباس میں ان سے ملاقات کرتے ہیں جس میں بارہ بارہ پیوند لگے ہوتے ہیں آپ کے منصب کا تقاضا ہے کہ آپ خوبصورت لباس پہنیں اور اچھی خوراک کھائیں۔''

یہ سن کر امیر المومنین کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے۔ طبیعت سنبھلی تو فرمایا آپ ام المؤمنین ہیں سرور گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے اور رہن و سہن کے بارے میں آپ سے زیادہ کون جانتا ہے اس کے باوجود آپ مجھے دنیا کے عیش و آرام کا مشورہ دے رہی ہیں۔ یہ الفاظ اور منظر دیکھ کر امہات المومنین خود بھی آبدیدہ ہو گئیں۔ (احیاء العلوم، سیرت عمر جوزی)

رہن سہن اور کھانے پینے کے بارے میں سادگی کا اہتمام اس قدر تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دستر خوان پر انواع واقسام کے کھانے پسند نہیں کرتے تھے۔ بیت المقدس کے سفر کے دوران ایک عیسائی نواب نے ان کی دعوت کرنا چاہی تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے گھروں میں تصویروں کی بہتات ہوتی ہے میں ایسی جگہ بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ اس نے عرض کیا میں کھانا آپ کی خدمت میں لے آتا ہوں تب آپ نے فرمایا دیکھنا کھانا سادہ ہونا چاہیے مجھے مختلف کھانے پسند نہیں ہیں۔ میں دستر خوان پر انواع واقسام کے کھانے پسند نہیں کرتا۔ امیر المومنین کی سادگی نے پورے ملک بالخصوص ان کی انتظامیہ کے ایک ایک فرد کو متاثر کر رکھا تھا۔ مدینہ سے کوسوں میل دور حمص کے گورنر کی سادگی کا یہ عالم تھا۔

عُمَيْرٌ جِئْتَ تَمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْكَ مَا كَانَ فِيهِم رجُلٌ يَتَبَرَّعُ بِدَابَّةٍ فَبِئْسَ الْمُسْلِمُوْنَ وَبِئْسَ الْمُعَاهِدُوْنَ. (كنز العمال، احياء العلوم)

”عمیر تم پیدل چل کر یہاں پہنچے ہو کیا حمص کے لوگ اخلاقی طور پر اتنے گرے ہوئے ہیں کہ انہوں نے آپ کو سواری بھی نہیں دی؟ گورنر حمص نے کہا، میرے پاس سب کچھ ہے۔ وضو کے لئے لوٹا، جائے نماز، ناشتہ دان اور مجھے کیا چاہیے۔ ان کو دیکھ کر امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کاش! اس جیسے لوگ مجھے اور میسر آئیں۔“

وسائل کی منصفانہ تقسیم

زکوٰۃ بے شک نظامِ اسلام کا ایک اہم ترین رکن ہے۔کوئی رکن کتنا مضبوط اور جامع کیوں نہ ہو وہ ہے تو ایک جزو اور رکن۔تنہا اس کے نفاذ سے اسلام کے مکمل فوائد اس ایک رکن کے ذریعے حاصل نہیں کئے جا سکتے۔جب کہ دین کے تمام اجزا باہم جڑے ہوئے اور مربوط ہیں۔جب تک ایک پیکج کے طور پر اسلام کے ضابطوں کو نہیں اپنایا جائے گا۔اس وقت تک ہمہ گیر نتائج کی توقع عبث سمجھی جائے گی۔اسلام کے جامع فوائد حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ کے نفاذ کے ساتھ دیانت،محنت،سادگی اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کا طریق کار اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک اسلام کی برکات کا ہمہ جہت نزول ممکن نہیں۔اس لئے کتاب وسنت کی روشنی میں خلفائے راشدین نے وسائل کی منصفانہ تقسیم کا طریقہ کار اپنایا۔

ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بحرین میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ایک جاگیر دینے کا فرمان جاری کرتے ہوئے کہا کہ اس پر فلاں فلاں شخصیات کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی تائید کروائی جائے۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ دوسروں سے دستخط کروانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے تائید کرنے سے انکار کر دیا۔

اَعِندَا کُلِهِ لَکَ دُوْنَ النَّاسِ

”کیا لوگوں کو محروم کر کے یہ جاگیر صرف آپ کو مل جائے۔“

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ غصہ میں بھرے ہوئے امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر کہتے ہیں کہ خلیفہ آپؓ ہیں یا عمر رضی اللہ عنہ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا انشاء اللہ میرے بعد وہی خلیفہ ہوں گے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کو منافع کی خطیر رقم سے محروم کر دیا۔ ہوا یوں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے جلولہ کی جنگ میں شرکت کے بعد دوسرے تاجروں کی طرح مالِ غنیمت سے چالیس ہزار درہم کی بکریاں خریدیں۔ حضرت عمرؓ کو شک ہوا کہ سعد بن ابی وقاص نے میرا بیٹا سمجھ کر یہ مال سستے داموں دے دیا ہے۔ اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا کہ ان بکریوں کو فروخت کر کے اسی ہزار روپے رکھ کر باقی رقم سعد بن ابی وقاصؓ کو بھجوائی جائے تا کہ اس کو شہداء کے ورثاء میں تقسیم کر دیں۔ (کتاب الاموال)

حضرت عمرؓ کو عوام الناس بالخصوص غربا کا اس قدر خیال تھا کہ جب ملک میں قحط سالی کا سماں پیدا ہوا تو انہوں نے سرکاری چراگاہ کے انچارج حضرت ہنیؓ سے کہا ہنی مجھے غریب لوگوں کا بڑا خیال آتا ہے اس لئے ان کی بھیڑ بکریوں کو سرکاری چراگاہوں میں چرنے کی عام رخصت دیجئے جبکہ حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ اور ان جیسے مال دار لوگوں کی پروانہ کرو اگر ان کے جانور ہلاک بھی ہوگئے تو یہ لوگ اپنے دوسرے وسائل پر گزارا کر سکتے ہیں۔ (کتاب الخراج)

يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرۡبِی الصَّدَقٰتِ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيۡمٍ

(البقرۃ ۲۷۶. پ ۳)

”اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں
اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے گناہ گار کو پسند نہیں کرتے۔“

تحریک صدقہ وخیرات اور اس کے دنیاوی، اخروی ثمرات

ربِ کریم اور اس کے رسول ﷺ نے زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ وخیرات کا اتنی بار حکم فرمایا ہے کہ جس کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ یہاں صرف چند ارشادات کا ذکر کرنا چاہوں گا تا کہ زکوٰۃ کے ساتھ یہ بات پوری اہمیت اور وضاحت کے ساتھ سامنے آئے کہ صدقہ وخیرات کی تحریک پر کس قدر زور دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا منشا یہ ہے کہ یہ مہم رات دن، عسر و یسر، خفیہ اور اعلانیہ جاری رہنی چاہیے۔ اس لئے اس کے دنیاوی اور اخروی فوائد کا تذکرہ بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ (البقرة ۲۷۶ . پ ۳)

"اللہ سود کو ختم کرتا ہے اور صدقات کو نشو ونما دیتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بد عمل انسان کو پسند نہیں کرتا۔"

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (البقرة ۲۷۴ . پ ۳)

"جو لوگ اپنے مال شب و روز کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لئے کسی خوف و رنج کا مقام نہیں۔"

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (آل عمران ۱۳۴ . پ ۳)

"وہ لوگ جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بد حال ہوں یا خوش حال، جو غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَی الْاَغْنِیَاءِ فِیْ اَمْوَالِھِمْ مَا یَکْفِی الْفُقَرَاءَ فَاِنْ جَاعُوْا وَعَرُوْا اَوْ جُھِدُوْا فَیَمْنَعُ الْاَغْنِیَاءُ وَحَقٌّ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَنْ یُّحَاسِبَھُمْ وَ یُعَذِّبَھُمْ (کتاب الاموال)

''اللہ تعالیٰ نے مال داروں کی دولت میں اس قدر زکوٰۃ وصدقات کا حصہ رکھ دیا ہے جس سے فقراء اور مساکین کی بنیادی ضرورتیں پوری ہوسکتی ہیں اگر دولت مندوں کی عدم توجہ سے مسلمان بھوکے اور ننگے رہ جائیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر سخت عذاب اور احتساب ہوگا۔

حقیقی نیکی

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ (البقرۃ ۱۷۷ . پ ۲)

" اصل نیکی اور بھلائی کا معیار یہ نہیں ہے کہ عبادت کے وقت تم مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف بلکہ اصل نیکی یہ ہے جو ایمان لائے اللہ، آخرت، ملائکہ، اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں پر اور جنہوں نے مال کی محبت کے باوجود اس کو خرچ کیا قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں مسافروں، سائلوں اور غلاموں کو آزادی دلانے پر اور اچھی طرح نماز اور زکوٰۃ ادا کی۔''

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَابْنَ آدَمَ

اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْکَ. (بخاری، باب خرچ کرنے کی فضیلت)

''حضرت ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر بندے کو اللہ کا پیغام ہے کہ اے ابنِ آدم تو ضرورت مندوں پر خرچ کر میں اپنے خزانہ سے تجھ کو دیتا رہوں گا۔''

عورتوں کو خاص کر صدقہ کرنے کا حکم

عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ (باب الا یما ن مشکو ۃ)

''حضرت عبداللہ بن مسعود ﷜ کی بیوی زینب ﷞ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ میں خاص طور پر عورتوں کو مخاطب فرمایا کہ اے خواتین تم کو چاہیے کہ راہِ خدا میں صدقہ کیا کرو اگرچہ تم کو اپنے زیورات میں سے دینا پڑے۔''

ہر حال میں صدقہ کرنے کا حکم

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ قَالَ فَيُعِيْنُ ذَاالْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفِ قَالُوْا فَاِنْ لَمْ يَفْعَلْهُ قَالَ فَيَاْمُرُ بِالْخَيْرِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ. (البخاری، مسلم. باب الصدقة)

''حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷜ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی آدمی کے پاس صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دست و بازو سے محنت کرے

اور اس کمائی سے خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کرتا جائے عرض کیا گیا کہ اگر وہ یہ نہ کرسکتا ہو تو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا کسی پریشان حال ضرورت مند کی مدد ہی کردے یہ بھی ایک انداز کا صدقہ ہے، عرض کیا گیا کہ اگر وہ اس قابل بھی نہ ہو تو ؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنی زبان ہی سے لوگوں کو بھلائی اور نیکی کی توجہ دلائے عرض کیا گیا اگر اس کی بھی لیاقت یا ماحول نہ پائے ؟ آپؐ فرماتے ہیں کہ کم از کم شر سے اپنے آپ کو روکے یعنی کسی کو تکلیف نہ پہنچائے یہ بھی اس کے لئے ایک طرح کا صدقہ ہے۔''

بے دریغ خرچ کرتے جاؤ

عَنْ اَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْفِقِيْ وَلَا تُحْصِيْ فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوْعِيْ فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ ارْضَخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ. (بخاری، مسلم. باب الصدقة)

''حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم اللہ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں فراخ دلی سے خرچ کرتی رہو اور اس فکر میں نہ پڑو کہ میرے پاس کتنا ہے اور اس میں سے کتنا راہ خدا میں دوں اگر تم اس کی راہ میں اس طرح حساب کر کر کے دوگی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا۔ اور اگر بے حساب دوگی تو وہ بھی اپنی نعمتیں تم پر بے حساب نازل فرمائے گا اور دولت گن گن کر نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا۔ اس لئے خوب کشادہ دستی کا مظاہرہ کرتی رہو۔''

مال میں ہرگز کمی واقع نہیں ہوگی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ شَیْئًا وَمَا زَادَاللّٰہُ بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَاتَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰہُ(باب فضل الصدقة ،مشکوۃ)

''حضرت ابو ہریرہ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے کسی کو معاف کر دینے سے آدمی ذلیل نہیں ہوتا بلکہ اللہ اس کو سربلند کرتا ہے۔اور جو بندہ اللہ کے لئے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رفعت و بلندی سے سرفراز فرمائے گا۔''

کس وقت صدقہ کا ثواب زیادہ ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِیْحٌ شَحِیْحٌ تَخْشَی الْفَقْرَ وتَاْمَلُ الغِنٰی وَلَاتُمْهِلُ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفَلَانٍ کَذَا وَلِفَلَانٍ کَذَا وَقَدْ کَانَ لِفَلَانٍ(بخاری،مسلم.باب صدقه کی فضیلت)

''حضرت ابو ہریرہ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کس صدقہ کا ثواب زیادہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ زیادہ ثواب اس میں ہے کہ تم ایسی حالت میں صدقہ کرو جبکہ تم تندرست ہو اور تمہیں دولت کی خواہش اور ضرورت زیادہ ہو خاص کر اس وقت جب تمہیں راہِ خدا میں خرچ کرنے سے محتاجی کا اندیشہ ہو۔اللہ کی رضا کے لئے اپنا مال خرچ کرنا سچی خدا پرستی اور خدا طلبی کی دلیل ہے اور ایسے صدقہ کا ثواب بہت زیادہ ہے اور ایسا نہ ہو کہ تم سوچتے رہو، یہاں تک کہ موت آ جائے اور جان

حلق میں اٹک جائے اور پھر مال کے بارے میں وصیت کرنے لگو کہ اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو حالانکہ اب تو مال تمہاری ملکیت سے نکل کر خود بخود وارثوں کا ہو جائے گا۔"

کس کا صدقہ زیادہ افضل ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ. (ابو داؤد،افضل ترین صدقه)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا وہ صدقہ افضل ترین ہے جو غریب آدمی اپنی محنت کی کمائی سے کرے اور پہلے ان پر خرچ کرو جن کی کفالت تیرے ذمہ ہے۔"

غیر موذی جانور کی خدمت کا ثواب

اس ارشاد مبارک میں پالتو اور غیر موذی جانور کی خدمت کو بھی صدقہ شمار کیا گیا ہے۔ یہاں ایک کتے کی خدمت کے بدلے معافی کا ذکر ہو رہا ہے۔ یاد رہے حفاظت اور شکار کے بغیر شوقیہ کتا رکھنا جائز نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غُفِرَ لِامْرَأَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰی رَأْسِ رَكِیٍّ یَلْهَثُ كَادَ یَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ الْمَاءَ فَغُفِرَلَهَا بِذَالِكَ قِیْلَ اِنَّ لَنَا فِی الْبَهَائِمِ اَجْرًا؟ قَالَ فِیْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ (مشکوٰۃ،افضل ترین صدقه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدکردار عورت کا واقعہ بیان فرمایا کہ اس نے پیاس سے تڑپتے ہوئے ایک کتے کو کنوئیں کے کنارے

15442

دیکھا اس کے دل میں رحم پیدا ہوا تو پانی کا ڈول نہ دیکھ کر اس نے اپنے چمڑے کے موزے کو اپنی اوڑھنی (دوپٹہ) سے باندھ کر کنوئیں سے پانی نکال کر اس کتے کو پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس نیکی کے بدلے اس عورت کو معاف کر دیا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ ﷺ! کیا جانوروں کو بھی کھلانے پلانے میں ثواب ملتا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: ہاں جانوروں کی خدمت میں ثواب ہے۔"

ایصالِ ثواب

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ اِنَّ اُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ (بخاری ، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک شخص (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اسے موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرنے کا حکم دیتی۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں ایصالِ ثواب ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا بالکل ثواب ملے گا۔"

اجر و ثواب کی شادابیاں

مولائے کریم کی رضا و رغبت کے لئے بیماروں، معذوروں اور بے نواؤں پر زکوٰۃ و صدقات اور ایک دوسرے کے لئے ایثار و قربانی کرنا قرآن کریم کے زاویۂ نگاہ سے ایسا عظیم اور افضل ترین عمل قرار پایا ہے کہ اس فکر و عمل کی رفعتوں کو پہاڑوں کے ہم وزن اور ان کی بلندیوں کے ہم پلہ قرار دیا گیا ہے۔ قیامت کے روز زکوٰۃ و صدقات کی برکات کو دیکھ کر مخیرّ حضرات حیران و ششدر رہ جائیں گے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرٍ مِنْ

كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّي اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ. (مشكوٰة، متفق عليه. باب الزكوٰة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی کھجور کے برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے (اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی ہی سے قبول کرتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیتے ہوئے اس کے مالک کے لئے اس کی افزائش فرماتے رہتے ہیں جیسا کہ کوئی تم میں سے بچھڑے کی پرورش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔''

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (البقرة ٢٦١، ٢٦٢. پ٣)

''جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ اسی طرح اللہ جس کے عمل کو چاہتا ہے برکت عطا فرماتا ہے وہ فراخ دست بھی ہے اور جاننے والا بھی۔ جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کر کے پھر احسان نہیں جتلاتے اور نہ دکھ دیتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کے لئے کسی رنج اور خوف کا موقع نہیں ہوگا۔''

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّمَا مُسْلِمٍ کَسَا مُسْلِمًا ثَوْبًا عَلٰی عُرْیٍ کَسَاہُ اللّٰہُ مِنْ خُضْرِ الْجَنَّۃِ اَیُّمَا مُسْلِمٍ اَطْعَمَ مُسْلِمًا عَلٰی جُوْعٍ اَطْعَمَہُ اللّٰہُ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّۃِ وَاَیُّمَا مُسْلِمٍ سَقٰی مُسْلِمًا عَلٰی ظَمَاٍ سَقَاہُ اللّٰہُ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ.(مشکوٰۃ،صدقہ کی فضیلت)

''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ خود ہی ذکر کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے دوسرے مسلمان کو کپڑا پہنایا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا لباس عطا فرمائیں گے اور جس مسلمان نے اپنے مسلم بھائی کو بھوک کے وقت کھانا کھلایا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل عنائت فرمائیں گے۔ اور جس مسلمان نے کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلایا تو اللہ تعالی سربمہر پاکیزہ شراب پینے کے لئے دیں گے۔''

☆☆☆

☆ تم لوگوں پر خرچ کرو تم پر اللہ تعالیٰ خرچ کرے گا۔

☆ عورتوں کو خاص کر صدقہ کرتے رہنا چاہیے۔

☆ خرچ کرنا، معافی دینا اور خاکساری سرفرازی کا ذریعہ ہیں۔

☆ صدقہ کی عظمت پہاڑوں کے ہم وزن ہوگی۔

☆ صدقہ کے بعد احسان جتلانا صدقہ کو ضائع کرنا ہے۔

☆ دنیا کے پانی کے بدلے شرابِ طہور۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَخَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَشَرٌّ لَّهُمْ.

(آل عمران ۱۸۰ . پ ۴)

''اور بخیل لوگ یہ گمان نہ کریں کہ جو اللہ نے ان کو عطا کیا ہے وہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ وہ ان کے لئے نقصان دہ ہے۔''

کنجوسی کے نقصانات

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ. (ترمذی، باب الانفاق)

"حضرت ابوسعید کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن میں دو عادتیں نہیں ہو سکتیں کنجوسی اور بداخلاقی۔"

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَاءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ (مسلم، باب الانفاق)

"حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم و زیادتی سے بچتے رہو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے اسی طرح حرص و کنجوسی سے بچتے رہو، کیونکہ یہ قتل وغارت اور حرام پر آمادہ کرتی ہے اسی وجہ سے تم سے پہلے کئی لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔"

رب کعبہ کی قسم مال دار نقصان اٹھائیں گے اگر ------

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِیْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَاٰنِیْ قَالَ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْتُ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ مَنْ هُمْ قَالَ هُمُ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِيْلٌ مَا هُمْ

(متفق علیہ، مشکوٰۃ باب صدقہ اور کنجوسی سے نفرت)

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ بیت

اللہ کے سایہ میں جلوہ افروز تھے اس وقت آپ ؐ نے فرمایا کعبہ کے رب کی قسم! کچھ لوگ نقصان اٹھائے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، نقصان اٹھانے والے کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا دولت مند لوگ البتہ وہ نقصان سے محفوظ رہیں گے جنہوں نے اپنے دائیں بائیں، آگے پیچھے اور ہر جانب صدقہ وخیرات کا سلسلہ جاری رکھا مگر ایسے مال دار کم ہی ہوا کرتے ہیں۔''

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌó(آل عمران ۱۸۰ . پ ۴)

جن لوگوں کو اللہ نے فضل سے نوازا ہے اور پھر وہ بخل سے کام لیتے ہیں وہ اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخیلی ان کے لئے اچھی ہے۔ نہیں، یہ ان کے حق میں نہایت ہی بری ہے۔ جو کچھ وہ اپنی کنجوسی سے جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ زمین اور آسمان کی میراث اللہ ہی کے لئے ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔''

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْó(محمد ۳۸ . پ ۲۶)

''ہاں! تمہیں دعوت دی جا رہی ہے کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو مگر تم میں سے کچھ لوگ ہیں جو بخل کر رہے ہیں حالانکہ جو بخل کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے آپ ہی سے بخل کر رہا ہے اللہ تو غنی ہے تم ہی اس کے محتاج ہو اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔''

نام نہاد سخی

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (بقرہ ۲۶۴ پ ۳)

"اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور دکھ دے کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو اپنا مال محض لوگوں کو دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور وہ نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے نہ آخرت پر۔ اس کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان تھی جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی اس پر جب زور کا مینہ برسا تو ساری مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں اس سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہیں آتا اور کافروں کو سیدھی راہ دکھانا اللہ کا دستور نہیں ہے۔

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (بقرہ ۲۶۶ پ ۳)

"کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس ایک ہرا بھرا باغ ہو نہروں سے سیراب کھجوروں، انگوروں اور ہر قسم کے پھلوں سے لدا ہو۔ اور وہ عین اس وقت ایک تیز بگولے کی زد میں آ کر جھلس جائے، جبکہ وہ خود بوڑھا ہو اور اس کے کم سن بچے ابھی کسی لائق نہ ہوں اسی طرح اللہ اپنی باتیں تمہارے سامنے بیان کرتا ہے شاید کہ تم غور و فکر کرو۔"

مال کی تباہ کاریاں

اِلٰـهُـكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ o الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ o (حم السجدة ٦، ٧ . پ ٢٤)

''تمہارا خدا تو بس ایک ہی خدا ہے لہذا تم سیدھے اسی کا رخ اختیار کرو اور اس سے معافی چاہو تباہی ہے ان مشرکوں کے لئے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔''

وَمَنْ اَعْـرَضَ عَنْ ذِكْـرِيْ فَـاِنَّ لَـهٗ مَعِيْشَةً ضَـنْكًـا وَّ نَحْشُـرُهٗ يَوْمَ الْـقِيٰمَةِ اَعْمٰى o قَـالَ رَبِّ لِـمَ حَشَـرْ تَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا o قَالَ كَـذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُـنَا فَـنَسِيْتَهَـا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى o وَكَذٰلِكَ نَـجْزِيْ مَنْ اَسْـرَفَ وَلَـمْ يُؤْمِنْ بِـاٰيٰتِ رَبِّـهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى o (پ ١٦ ، طه ١٢٤ تا ١٢٧)

''اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا۔ اس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہوگی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا پروردگار دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا یہاں مجھے کیوں اندھا اٹھایا گیا؟

اللہ تعالی فرمائیں گے ہاں اس لئے کہ ہماری آیات کو جب وہ تیرے پاس آئیں تھیں تو نے اسے بھلا دیا ایسے ہی تو آج بھلایا جا رہا ہے۔ اس طرح ہم حد سے گزرنے والوں اور اپنے رب کی آیات نہ ماننے والوں کو دنیا میں بدلہ دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ دیرپا ہے۔''

زکوٰۃ وعشر نہ دینے والوں کے بارے میں قرآن مجید نے نہایت ہی عبرت انگیز واقعہ بیان کیا ہے۔ ایک شخص بڑا نیک فیاض تھا وہ اپنے باغات کی آمدنی سے کھلے دل

مساکین پر صدقہ وخیرات کرتا اس کے فوت ہونے کے بعد اس کی جواں سال اولاد نے کہا کہ ہمارے والد کا طریقہ مناسب نہیں تھا کیونکہ اس طرح تو ہماری جائیداد میں وہ ترقی نہیں ہوسکی جو ہونی چاہیے تھی۔ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ آئندہ پھل توڑنے اور فصلوں کی کٹائی کے وقت کسی کو کچھ نہیں دینا چاہیے۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ پھل رات کے وقت توڑا جائے تاکہ سائل اور فقیروں سے نجات حاصل کرسکیں۔ وہ اس ناپاک ارادے کے ساتھ اپنے گھر سے نکلے تو ابھی باغ میں نہیں پہنچے تھے کہ ایک بگولے نے ان کے باغ کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا اس پر قرآن نے تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ یہ دنیا کا عذاب ہے جب کہ آخرت کا عذاب تو کہیں سخت ہوگا۔

باغ کی بربادی

إِنَّا بَلَوْنَـٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ أَصْحَـٰبَ ٱلْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا۟ لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ۝ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ۝ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُونَ ۝ فَأَصْبَحَتْ كَٱلصَّرِيمِ ۝ فَتَنَادَوْا۟ مُصْبِحِينَ ۝ أَنِ ٱغْدُوا۟ عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَـٰرِمِينَ ۝ فَٱنطَلَقُوا۟ وَهُمْ يَتَخَـٰفَتُونَ ۝ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا ٱلْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ۝ وَغَدَوْا۟ عَلَىٰ حَرْدٍ قَـٰدِرِينَ ۝ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوٓا۟ إِنَّا لَضَآلُّونَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ۝ قَالُوا۟ سُبْحَـٰنَ رَبِّنَآ إِنَّا كُنَّا ظَـٰلِمِينَ ۝ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَـٰوَمُونَ ۝ قَالُوا۟ يَـٰوَيْلَنَآ إِنَّا كُنَّا طَـٰغِينَ ۝ عَسَىٰ رَبُّنَآ أَن يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ إِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا رَٰغِبُونَ ۝ كَذَٰلِكَ ٱلْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ ٱلْـَٔاخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ۝ (پ ۲۹، قلم ۱۷ تا ۳۳)

''ہم نے ان (اہلِ مکہ) کو اسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے جس طرح ایک باغ کے مالکوں کو آزمائش میں ڈالا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح سویرے ضرور اپنے باغ کے پھل توڑیں گے اور وہ انشاء اللہ بھی نہیں کہہ رہے تھے۔ رات کو وہ سوئے پڑے تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا اس باغ پر پھر گئی اور اس کا ایسا حال ہو گیا جیسے کٹی ہوئی فصل۔ صبح ان لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا کہ اگر پھل توڑنے ہیں تو سویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو۔ چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے باغ میں نہ آنے پائے۔ وہ کچھ نہ دینے کا فیصلہ کئے ہوئے صبح سویرے جلدی جلدی اس طرح وہاں گئے جیسے کہ وہ پھل توڑ کر ہی رہیں گے مگر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے ہم راستہ بھول گئے ہیں...... نہیں بلکہ ہم محروم رہ گئے ہیں۔ ان میں جو سب سے بہتر آدمی تھا اس نے کہا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم اللہ کو یاد کیوں نہیں کرتے؟ وہ پکار اٹھے پاک ہے ہمارا رب، واقعی ہم گناہگار تھے۔ پھر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ افسوس ہمارے حال پر بے شک ہم نے سرکشی کی تھی۔ بعید نہیں کہ ہمارا رب ہمیں بدلے میں اس سے بہتر باغ عطا فرمائے۔ ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ عذاب ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے، کاش یہ لوگ اس کو جانتے۔''

مغرور دولت مند کا انجام

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا

يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (قصص ٧٦ تا ٨٢ پ ٢٠)

”یہ ایک واقعہ ہے کہ قارون موسیٰ کی قوم کا ایک شخص تھا پھر وہ اپنی قوم کے خلاف سرکش ہوگیا۔ اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ ان کی کنجیاں طاقت ور آدمیوں کی ایک جماعت مشکل سے اٹھا سکتی تھی۔ ایک دفعہ جب اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا پھول نہ جا اللہ پھولنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ جو مال اللہ نے تمہیں دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دنیا میں بھی اپنا کردار فراموش نہ کر، احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر۔ اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا۔ تو اس نے کہا یہ سب کچھ

تو مجھے میرے علم کی بنا پر دیا گیا ہے۔ کیا اس کو یہ علم نہ تھا کہ اللہ اس سے پہلے بہت سے ایسے لوگوں کو ہلاک کر چکا ہے جو اس سے زیادہ قوت اور جمعیت رکھتے تھے۔ مجرموں سے تو ان کے گناہ نہیں پوچھے جاتے۔ ایک روز وہ اپنی قوم کے سامنے اپنے پوری ٹھاٹھ باٹھ سے نکلا جو لوگ حیاتِ دنیا کے طالب تھے وہ اسے دیکھ کر کہنے لگے کاش ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ ہائے! یہ تو بڑا نصیب والا ہے۔ مگر جو لوگ علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے افسوس! تمہارے حال پر اللہ کا اجر بہتر ہے اس شخص کے لیے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور یہ استغنا کی دولت نہیں ملتی مگر صبر کرنے والوں کو۔ آخر کار ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر کوئی اس کے حامیوں کا گروہ نہ تھا جو اللہ کے مقابلہ میں اس کی مدد کو آتا اور نہ وہ خود اپنی مدد آپ کر سکا اب وہی لوگ جو کل اس کی منزلت کی تمنا کر رہے تھے کہنے لگے افسوس ہم بھول گئے تھے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا رزق چاہتا ہے کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے کم کر دیتا ہے۔ اگر اللہ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں دھنسا دیتا۔ افسوس ہم کو یاد نہ رہا کہ کافر فلاح نہیں پایا کرتے۔''

حشر میں پہلی ذلت آمیز سزا

جن کو اللہ تعالیٰ نے دوسروں کے مقابلے میں اسباب و وسائل سے نوازا ہے اگر وہ ان کا حق ادا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کو ان مال داروں پر اس قدر ناراضگی ہے کہ عام لوگوں کو سزائیں تو جہنم میں داخلے کے بعد ہوں گی لیکن ان سرمایہ پرستوں کو محشر کے میدان میں ہی ذلت آمیز سزا سے دوچار کیا جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَامِنْ رَجُلٍ یَکُوْنُ لَهُ اِبِلٌ اَوْبَقَرَةٌ اَوْغَنَمٌ لَا

يُؤَدِّىْ حَقَّهَا إِلَّا أُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْظَمَ مَا يَكُوْنُ وَ اَسْمَنَهُ تَطَأُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطِحُهُ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا جَازَتْ اٰخِرُهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ (مشکوٰۃ،باب الزکوٰۃ)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ جس آدمی کے پاس اونٹ ،گائے یا بکریاں ہوں اور پھر وہ ان کا حق ادا نہ کرے تو ان جانوروں کو قیامت کے دن لایا جائے گا کہ وہ بہت موٹے تازے ہوں گے وہ اس کو اپنے پاؤں سے روندیں اور سینگوں سے چھیدیں گے۔ پہلے جانور گزر جائیں گے تو دوسرے آ جائیں گے یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔دوسری روایت میں ہے کہ پچاس ہزار سال تک یہ سلسلہ جاری رہے گا کیونکہ محشر کا دن پچاس ہزار سال طویل ہوگا۔''

جہنم میں اذیت ناک سزائیں

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ٥ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ٥

(توبہ ۳۴، ۳۵ پ ۱۰)

''جو لوگ سونا اور چاندی جمع کئے جارہے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں اذیت ناک عذاب کی خوش خبری سنائی جائے۔ایک دن آئے گا کہ اسی سونے اور چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھتے رہو۔''

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکَاةً مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهُ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَیْهِ یَعْنِی بِشِدْقَیْهِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلَا لَایَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (بخاری، باب الزکوٰۃ)

”حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل بن کر جس کی آنکھوں پر دو داغ ہوں گے اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ پھر اس آدمی کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا۔ ”میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں،، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال دیا اور وہ بخیلی کرتے ہیں تو اپنے لئے یہ بخل بہتر نہ سمجھیں بلکہ ان کے حق میں برا ہے عنقریب قیامت کے دن یہ بخیلی ان کے گلے کا طوق ہونے والی ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج والی رات میں کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے آگے پیچھے دھجیاں لٹک رہی ہیں اور وہ جانوروں کی طرح تھوہر، کانٹے اور دوزخ کے گرم پتھر کھا رہے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا:

مَنْ هٰؤُلَاءِ یَا جِبْرَئِیْلُ! قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ لَا یُؤَدُّوْنَ صَدَقَاتِ اَمْوَالِهِمْ (ترغیب)

”اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔“

فَسْئَلُوْآ اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ.

(انبیاء۷.پ۱۷)

"اگر تمہیں علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ لیا کرو۔"

مال کے بارے میں انسان کی جبلت (Nature)

نبی محترم ﷺ نے مال کے بارے میں انسانی جبلّت کا تجزیہ کرتے ہوئے اس طرح فرمایا کہ انسان بنیادی طور پر بڑا حریص اور بخیل واقع ہوا ہے اگر اسے سیم وزر سے بھرا ہوا ایک کھلا میدان دے دیا جائے تو اس پر اکتفا کرنے کی بجائے یہ دوسری وادی کی تلاش میں سرگرداں ہو جائے گا۔ یہ حرص وہوس انسان کو اللہ تعالیٰ کی ناشکری، نافرمانی اور مال کی محبت پر اکسائے رکھتی ہے۔ اس وجہ سے جب اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا جائے تو . . بہانے تلاش کرتے ہوئے فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے فرار کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ دنیا دار لوگ تو ایک طرف پانچ وقت کے نمازی اور دینی سوچ رکھنے والے لوگوں کا عالم یہ ہے کہ جونہی ان کے سامنے زکوٰۃ کا مسئلہ بیان کیا جائے تو ان کی طبیعتوں میں اضطراب کا پہلو نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ ان کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح زکوٰۃ سے جان چھوٹ جائے حالانکہ سوچ تو یہ ہونی چاہیے کہ میں بھی تو دوسروں کی طرح ایک انسان ہوں لیکن اللہ نے مجھ پر احسان فرماتے ہوئے میرے عزیز واقربا کی نسبت مجھے مال کی کشادگی سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس لئے مجھے کھلے ہاتھ خرچ کرنا چاہیے، بالخصوص زکوٰۃ تو دل کی رغبت کے ساتھ پائی پائی ادا کرنی چاہیے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ (العدیت ۶، ۷، ۸)

”حقیقت یہ کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے اور وہ خود اس پر گواہ ہے اور وہ مال ودولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے۔“

كَلَّآ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَيَطۡغٰىٓ ۙ اَنۡ رَّاٰهُ اسۡتَغۡنٰى ؕ (العلق ۶، ۷)

''ہرگز نہیں انسان سرکشی کرتا ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے۔''

وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (التغابن ۱۶ . پ ۲۸)

''اور جو اپنے دل کی تنگی سے محفوظ رہ گئے بس وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا ۔ (بنی اسرائیل ۱۰۰ . پ ۱۵)

''اور انسان بڑا ہی تنگ دل ہے۔''

زکوٰۃ کی ادائیگی میں جلدی کیجئے

اسلام نے ہمیں صرف نیکی کرنے کا حکم ہی نہیں دیا وہ نیکی کے معاملات میں مستعدی، جلدی اور ایک دوسرے پر مسابقت کا حکم دیتے ہوئے اسے انبیا کی خاص صفت شمار کرتا ہے۔ اگر مسلمانوں کے حالات کا تقاضا ہو تو اگلے سال کی زکوٰۃ علی الحساب پہلے بھی ادا ہو سکتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا تھا۔

فَاسۡتَبِقُوا الۡخَيۡرٰتِ (بقرہ ۱۴۸ . پ ۲)

''نیکی کے کاموں میں جلدی کرو۔''

وَسَارِعُوۡٓا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ (عمران ۱۳۳ . پ ۴)

''اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔''

وَالسّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ۙ اُولٰٓـئِكَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ (واقعہ ۱۰، ۱۱ . پ ۲۷)

''ایک دوسرے سے آگے بڑھنے والے ہی اللہ کے مقربین میں سے ہوں گے۔''

اِنَّهُمۡ كَانُوۡا يُسٰرِعُوۡنَ فِى الۡخَيۡرٰتِ وَيَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوۡا لَنَا خٰشِعِيۡنَ (الانبیاء ۹۰ . پ ۱۷)

''بلاشبہ وہ نیکی میں مستعدی سے کام لیتے ہیں اور وہ ہمیں ترغیب وترہیب اختیار کرتے ہوئے پکارتے ہیں اور وہ ہم ہی سے ڈرتے ہیں۔''

قسطوں میں زکوٰۃ ادا کرنے کے نقصانات کی تلافی ممکن نہیں

آج کل بے شمار کاروباری حضرات یک مشت زکوٰۃ ادا کرنے کی بجائے اپنی کاروباری سہولت کی خاطر بالاقساط زکوٰۃ نکالتے ہیں۔ اس طرح زکوٰۃ کی رقم سارا سال ان کے کاروبار میں لگی رہتی ہے جس کا منافع وہ خود استعمال کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ سہولت بعض علما اور اداروں کے ذمہ داران کو فراہم کرتے ہیں۔ تاکہ یہ سہولت دینے سے دولت مند معاون بننے کے ساتھ خوش بھی رہے۔ انہیں مطمئن کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ کونسا ہم نے ایک دفعہ ہی سارا بجٹ خرچ کر لینا ہے۔ البتہ یہ سہولت ایسے تاجر کو دی جاسکتی ہے جس کے پاس زکوٰۃ نکالنے کے لئے فوری طور پر نقدی موجود نہیں ایسے شخص کے پاس جوں ہی سرمایہ آئے اسے اللہ تعالیٰ کا قرض فی الفور ادا کرنا چاہیے۔ اس سے یہ نقصانات تو بالکل واضح ہیں جن کا تدارک ممکن نہیں۔

1- زکوٰۃ کی رقم سے منافع کمانا

2- جان بوجھ کر مقروض رہنا

3- اس سہولت کے غلط استعمال کی وجہ سے کئی سالوں کی زکوٰۃ کا جمع ہوتا جانا۔

4- غریبوں کے حقوق کی ادائیگی کے بغیر اچانک موت واقع ہونا۔

5- حکمِ خداوندی پر فوری عمل کی بجائے اس سے جان چھڑانے کی تدبیریں تلاش کرنا۔

جس طرح شرعی عذر کے بغیر روزہ، حج، نماز مؤخر نہیں کئے جاسکتے تو زکوٰۃ کو کس طرح مؤخر کیا جاسکتا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

زکوٰۃ سے بچنے کے لئے حیلے بہانے حرام ہیں

کوئی شخص زکوٰۃ سے بچنے کے لئے بہانے تلاش کرتا ہے تو یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ کے حکم سے بچنے والے یہودیوں کو اللہ تعالیٰ نے بندر اور خنزیر بنا دیا تھا۔ جب انہیں حکم ہوا کہ ہفتہ کے دن تمہارے لئے مچھلیاں پکڑنا حرام ہیں تو انہوں نے گڑھے کھود لئے تاکہ ہفتہ کے دن آنے والی مچھلیاں گڑھوں میں رک جائیں اور ان کو اتوار کو پکڑا جائے اس حیلہ سازی پر ان کو یہ سزا ملی:

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِى السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ o (الاعراف ۱۶۳ . پ ۹)

''اور ذرا ان سے اس بستی کا حال بھی پوچھو جو سمندر کے کنارے واقع تھی۔ انہیں یاد دلاؤ وہ واقعہ کہ وہاں کے لوگ ہفتہ کے دن احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتے تھے اور یہ کہ مچھلیاں ہفتہ ہی کے دن ابھرا ابھر کر سطح پر ان کے سامنے آتی تھیں اور ہفتہ کے سوا باقی دنوں میں نہیں آتی تھیں۔ یہ اس لئے ہوتا تھا کہ ہم ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان کو آزمائش میں ڈال رہے تھے۔''

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ o (الاعراف ۱۶۶ . پ ۹)

''پھر جب وہ پوری سرکشی کے ساتھ وہی کام کئے چلے گئے جس سے انہیں روکا گیا تھا، تو ہم نے کہا کہ بندر ہو جاؤ ذلیل وخوار۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے، آپ کی دعا کے بدلے اس امت کے لوگوں کی شکلیں تو بندروں جیسی نہیں ہوں گی لیکن بعض کی عادتیں بندروں اور خنزیروں کی طرح ہو جائیں گی نعوذ باللہ من ذالک

زکوٰۃ کی ادائیگی چھپا کر ہو یا دکھا کر

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. (البقرۃ ۲۷۴. پ ۳)

''جولوگ رات اور دن خفیہ اور ظاہر طور پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ان کا اجران کے رب کے پاس ہے۔انہیں کسی قسم کا خوف اور غم نہیں ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والے شخص اور مسلمانوں کے حالات کے پیش نظر اس بات کی اجازت عطا فرمارہے ہیں کہ علی الاعلان اور خفیہ جس طرح بھی اس کی راہ میں خرچ کرو گے اس کی بارگاہ میں اجروثواب پاؤ گے۔اگر ظاہری طور پر صدقہ کرنے سے آدمی کی طبیعت میں غرور وتکبر اور نمود ونمائش کے محرکات نہ ہوں اور اس سے دوسروں میں زکوٰۃ وصدقات کی تحریک پیدا ہوتی ہو تو یہ انداز نہایت ہی بہتر ہوگا بشرطیکہ اس طریقے سے لینے والے کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو ورنہ خفیہ طور پر صدقہ دینا چاہیے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے ایسی صورت میں اس طرح اور اس قدر احتیاط سے چھپا کر صدقہ دیا جائے کہ ایک ہاتھ کو دوسرے کی خبر تک نہ ہو سکے۔بعض علما اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ زکوٰۃ دوسرے کو بتا کر دینی چاہیے اس انداز میں وہ کئی مصلحتیں بیان کرتے ہیں۔لیکن وہ مصلحتیں قرآن وحدیث کے فلسفہ کے مقابلے میں نہایت ہی ہلکی اور حقیر ہیں لہذا ضروری نہیں کہ زکوٰۃ بتا کر دی جائے۔

غلطی سے غیر مستحق کو زکوٰۃ ادا ہو جائے تو؟

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَۃٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِہٖ فَوَضَعَھَا فِیْ یَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا

يَتَحَدَّثُونَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى غَنِيٍّ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَزَانِيَةٍ وَغَنِيٍّ فَاُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُکَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرَقَتِهٖ وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهٗ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ (باب الانفاق، مشکوٰۃ، البخاری)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے لوگوں میں ایک آدمی نے صدقہ کرنے کا ارادہ کیا اور وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ رات کے اندھیرے میں ایسے شخص کو دے بیٹھا کہ صبح کے وقت معلوم ہوا یہ تو چور تھا اس نے اللہ کی تعریف کی اور پچھتایا کہ میں ایک چور کو صدقہ دے آیا ہوں۔ اگلی رات وہ ایک بدکار عورت کو دے بیٹھا صبح لوگوں نے تعجب کیا کہ کوئی شخص فاحشہ عورت کو صدقہ دے گیا ہے۔ اب اس نے پھر اللہ سے معافی مانگی اور رنجیدہ خاطر ہو کر کہنے لگا کہ افسوس میں نے ایک بدکار عورت پر اپنا صدقہ ضائع کر دیا۔ پھر تیسری رات ایسے شخص کو صدقہ دیا جو خود مال دار تھا اس کے بارے میں بھی لوگوں سے معلومات حاصل ہوئیں۔ اب اس نے پھر اللہ سے استغفار اور اپنے آپ پر افسوس کا اظہار کیا کہ میں کیسا آدمی ہوں کہ پہلے میں نے چور کو دیا پھر ایک فاحشہ کو اور بعد ازاں ایک مال دار آدمی پر اپنا صدقہ ضائع کیا۔ اسے تسلی دی گئی کہ ممکن ہے چور اس طرح برے فعل کو چھوڑ دے اور فاحشہ عورت اپنے جرم سے

اجتناب کرے اور مال دار شخص شرما کر خود بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا شروع کردے۔ گویا کہ اس طرح بے علمی سے غلط جگہ پر دی ہوئی خیرات اللہ کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے ہمکنار ہوتی ہے۔ اسے دوبارہ زکوٰۃ دینے کی ضرورت نہیں۔"

اندازہ سے زکوٰۃ ادا کرنے کی دلیل

آپ ﷺ اور آپ کے بعد کے خلفا کے دور میں باغات اور بعض فصلوں کی زکوٰۃ اندازہ سے ادا کی جاتی تھی۔ اگر یقین سے معلوم ہو جائے کہ اندازہ میں غلطی ہوئی ہے تو اس کی درستگی کر لینی چاہیے۔ اگر کریانہ فروش یا کوئی تاجر مالِ تجارت کو ایک ایک کر کے شمار نہیں کر سکتا یا پھر سال کے دوران مال میں کمی بیشی ہوتی رہی تو خلوصِ نیت کے ساتھ ٹھیک اندازہ لگانے کی کوشش کرے نیت میں کھوٹ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے۔

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ نِ السَّاعِدِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوْکَ فَلَمَّا جَآءَ وَادِیَ الْقُرٰی اِذَامْرَاَةٌ فِیْ حَدِیْقَةٍ لَّهَا فَقَالَ النَّبِیُّ لِاَصْحَابِهٖ اخْرُصُوْا فَخَرَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَشْرَةَ اَوْسُقٍ فَقَالَ لَهَا اَحْصِیْ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا فَلَمَّا اَتَیْنَا بِتَبُوْکَ قَالَ اَمَا اِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّیْلَةَ رِیْحٌ شَدِیْدَةٌ وَلَا یَقُوْمَنَّ اَحَدٌ وَمَنْ کَانَ مَعَهُ بَعِیْرٌ فَلْیَعْقِلْهُ فَعَقَلْنَا لَهَا وَهَبَّتِ رِیْحٌ شَدِیْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَاَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَیِّئٍ وَاَهْدٰی مَلِکُ اَیْلَةَ لِلنَّبِیِّ بَغْلَةً بَیْضَآءَ وَکَسَاهُ بُرْدًا وَکَتَبَ لَهُ بِحَرِهِمْ فَلَمَّا اَتٰی وَادِیَ الْقُرٰی قَالَ لِلْمَرْاَةِ کَمْ جَآءَتْ حَدِیْقَتُکِ قَالَتْ عَشْرَةَ اَوْسُقٍ خَرْصَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (باب خرص التمر. صحیح بخاری)

"حضرت حمید ساعدی بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ کے

ساتھ تھے جب ہم القریٰ وادی سے گزر رہے تھے تو ہم نے ایک عورت کو اس کے باغ میں دیکھا تو نبی ﷺ نے ہمیں پھل کا اندازہ کرنے کے لئے فرمایا اور لوگوں نے مختلف اندازے لگائے جبکہ آپ ﷺ نے اس کا دس وسق اندازہ لگایا۔ پھر آپؐ نے عورت کو فرمایا کہ اس باغ کی جتنے وسق کھجوریں ہوں اسے یاد رکھنا اس کے بعد جب ہم تبوک میں پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ پر چوکنے رہنا کہ آج رات زوردار آندھی آئے گی۔ اس لئے کوئی شخص کھڑا ہونے کی کوشش نہ کرے اور اپنے اونٹوں کو بھی مضبوطی کے ساتھ باندھنا۔ جب رات کو زوردار آندھی چلی تو ایک شخص کھڑا ہوا آندھی نے اسے اٹھا کر دور پہاڑوں میں پھینک دیا۔ اس موقعہ پر ایلہ کی ریاست کے حکمران نے آپؐ کی خدمت میں بہترین سفید خچر اور ایک قیمتی چادر تحفہ میں پیش کی (گویا کہ یہ اس کی طرف سے اطاعت کا اظہار تھا) نبی اکرم ﷺ اسے اپنی جگہ برقرار رہنے کی سند عطا فرمائی۔ جب ہم واپس القریٰ وادی میں پہنچے تو آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا کہ پھل کا وزن کتنا تھا تو اس عورت نے عرض کیا آپ ﷺ نے جو دس وسق کا اندازہ لگایا تھا وہ ٹھیک ٹھیک اتنا ہی ثابت ہوا

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ حَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوْا وَدَعُوا الثُّلُثَ فَاِنْ لَّمْ تَدَعُوا الثُّلُثَ فَدَعُوا الرُّبُعَ. (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، باب کس چیز میں زکوٰۃ فرض ھے)

"حضرت سہل بن حثمہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم باغ کے عشر (زکوٰۃ) کا اندازہ لگاؤ تو اس میں تیسرا یا چوتھا چھوڑ دیا کرو۔ دوسرے موقعہ پر فرمایا کہ مسافر، پرندے اور غربا کے لئے۔"

اصل مال اور منافع پر زکوٰۃ

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف منافع کی زکوٰۃ دینی چاہیے حالانکہ حساب ہونے کے بعد اصل رقم اور منافع کو ملا کر زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔ اور رقم کا شمار ون پوائنٹ سے ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ عَمْرِو بْنِ حَمَاسٍ عَنْ اَبِیْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ كُنْتُ اَبِیْعُ الْاَدَمَ وَالْجِعَابَ فَمَرَّبِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَدِّ صَدَقَةَ مَالِكَ، فَقُلْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! اِنَّمَا هُوَ الْاَدَمُ قَالَ قَوِّمْهُ ثُمَّ اَخْرِجْ صَدَقَةً (رواہ الشافعی واحمد والدار قطنی والبیھقی)

حضرت ابو عمرو بن حماس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں چمڑا اور تیر کے ترکش فروخت کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو میں نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین یہ تو فقط چمڑا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی قیمت لگاؤ اور اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔"

سال میں مال کے گھٹنے اور بڑھنے کی صورت میں زکوٰۃ؟

نیت ٹھیک اور ہر دم مالک حقیقی کی خوشنودی مطلوب ہو تو آدمی دائیں بائیں راستے تلاش کرنے کی بجائے للہیت کے ساتھ ایسی صورت حال میں وسعتِ ظرفی کا مظاہرہ کرے تو مال کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں اس صورتِ حال میں سال کے آخر یا اس کے وسط کو معیار بنا کر زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنس اور فصل کا اندازہ لگایا کرتے تھے۔

کیا بنک کٹوتی سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی؟

اجتماعی نظام میں ہر فرد کا مطمئن ہونا ضروری نہیں۔ اس کو سمجھنے کے لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اموی دور میں سوال کیا گیا کہ کیا ہم اپنی زکوٰۃ اب بھی بیت المال میں

جمع کروائیں جبکہ دیانت وامانت کے حوالے سے خلفائے راشدین کا ماحول باقی نہیں رہا۔ تو انہوں نے فرمایا ہاں! اس کے باوجود زکوٰۃ کے اجتماعی نظام کو بحال رکھنے کے لئے آپ اپنی زکوٰۃ وصدقات بیت المال میں جمع کروائیں اس حوالہ کی بنیاد پر بنک کٹوتی سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

فکس ڈیپازٹ

بنک کا کاروبار اور منافع کے لئے رقم ڈیپازٹ کروانا شرعاً حرام ہے۔ حرام کے مال سے اللہ تعالیٰ صدقہ قبول نہیں کرتا۔ البتہ اصل سرمایہ پر زکوٰۃ ہوگی۔ اگر زکوٰۃ کے لئے اس کے پاس کوئی گنجائش نہیں تو جب ڈیپازٹ کی مدت ختم ہوگی تو سارے سالوں کی زکوٰۃ یک مشت ادا کرنا ہوگی۔ کیونکہ یہ غربا کا حق اور اللہ تعالیٰ کا قرض ہے جس کی ادائیگی فرض ہے۔

بانڈ کی زکوٰۃ دینا لازم ہے

بانڈ قرض کی رسید ہے اور یہ قرض بھی ایسا ہے جو سہل الوصول ہے اس لئے اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی ہاں یہ رعایت ہے کہ ہر سال زکوٰۃ ادا کرنے کی بجائے جب کیش کروائے تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرے۔

کارخانہ اور پلازہ پر زکوٰۃ کیوں نہیں؟

کارخانہ کی مشینری، جگہ اور بلڈنگ پر زکوٰۃ نہیں اس کی سالانہ آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس طرح تو کارخانے دار ہر سال نیا کارخانہ اور فیکٹری لگا کر ہمیشہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ رہے گا جبکہ ملکیت کے اعتبار سے وہ کروڑوں اور اربوں کا مالک بن چکا ہے۔ ایسے اہلِ فکر لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ شریعت کا مقصد دنیادار حکمرانوں کی طرح دولت اکٹھا کرنا نہیں بلکہ حاجت مندوں کی ضروریات پورا

کرنے کے ساتھ اس کا یہ بھی مقصد ہے کہ دولت گردش میں رہنی چاہیے کیونکہ ایسے ہی مسلمانوں کی معیشت مضبوط اور غریبوں کو روزگار مل سکتا ہے۔کوئی کارخانے دار ہمیشہ زکوٰۃ سے نہیں بچ سکتا کیونکہ کاروبار کے پھیلاؤ کی ایک حد ہوتی ہے۔اسے کنٹرول کرنا بھی اپنی جگہ پر ایک مسئلہ ہے لہذا کارخانے کے اوپر زکوٰۃ نہیں۔اس کی سالانہ آمدنی پر زکوٰۃ ہوگی۔ پلازہ بھی آمدنی کا ذریعہ ہے، ذرائع آمدنی پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ. (حشر ۷. پ ۲۸)

''تاکہ دولت، دولت مندوں کے درمیان نہ گھومتی رہے۔''

کیا رمضان المبارک میں زکوٰۃ ضروری ہے؟

رمضان المبارک میں ہی زکوٰۃ ادا کرنا شریعت کی طرف سے لازم نہیں البتہ کوئی شخص اپنا حساب وکتاب اس انداز سے کرتا ہے کہ اس کا تجارتی سال رمضان میں پورا ہوتا ہے تو آپ کے فرمان کے مطابق دوسرے مہینے کی بجائے زیادہ ثواب ملے گا۔

مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدَّى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدَّى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدَّى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ. (مشکوٰۃ، باب رمضان)

''جس شخص نے رمضان المبارک میں نفل نیکی کی گویا کہ اس نے ایک فرض ادا کیا اور اس کو فرض ادا کرنے سے ستر گنا ثواب ملے گا۔''

صاحبِ نصاب کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

صاحبِ نصاب کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں کی جاسکتی کیونکہ زکوٰۃ کے لئے نیت ضروری ہے۔اگر زکوٰۃ اس کی اجازت کے بغیر ادا کی جائے گی تو اس طرح اس کی نیت کا دخل نہیں ہوگا

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

عورت اپنے خاوند کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی

عورت اپنے خاوند کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں زکوٰۃ کی بجائے نفلی صدقہ مراد ہے۔

بیٹے، بیٹی کو زکوٰۃ سے مکان بنا کر دینا؟

بعض صاحبِ نصاب حضرات اپنی زکوٰۃ سے شادی شدہ بیٹے بیٹیوں کو مکان بنا کر یا اس کی رقم ادا کر دیتے ہیں اصلاً تو شاید اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہو لیکن اس میں احتیاط کا فقدان بہت نمایاں ہے وہ اس طرح کہ اکثر حضرات یہ کام کسی دوسرے غریب کی خاطر کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اس وقت ان کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ حتی المقدور پیشِ نگاہ تمام غریبوں کو کچھ نہ کچھ دیا جائے لیکن جب اپنے کسی عزیز کی باری آئے تو یک مشت زکوٰۃ خرچ کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اس میں ذاتی تعلق داری اور یا کسی عزیز کی بیٹی کے حوالے سے برادری میں اپنا اور ان کا وقار اور معیار زندگی بلند مقصود ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ سامنے رکھنی چاہیے۔ جب آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک خادمہ کی درخواست کر رہی تھی تو آپ نے یہ کہہ کر معذرت فرمائی بیٹا! ابھی اور بھی بہت سارے غرباء باقی ہیں۔ میں آپ کو دوسروں پر ترجیح نہیں دے سکتا۔

زکوٰۃ کے مال سے حج کروانا جائز نہیں

زکوٰۃ کے مال سے حج کروانا جائز نہیں ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کیونکہ زکوٰۃ کا مال صرف دو طرح کے لوگوں کو دیا جا سکتا ہے ایک تو وہ جو اس مال کے محتاج ہوں جیسے

فقراء، مساکین اور غلام وغیرہ اور دوسرے ان لوگوں کو جن سے دوسرے مسلمانوں کو فائدہ ہو اور فقیر کو زکوٰۃ کے مال سے حج کروانے میں نہ تو مسلمانوں کو فائدہ ہے اور نہ ہی اسے کوئی اس کی ضرورت ہے اس پر تو حج فرض نہیں لہٰذا اسے حاجت مندوں اور مسلمانوں کے مصالح میں دینا چاہیے۔ مانگ کر حج کرنے سے منع کیا گیا ہے البتہ کچھ علما کا خیال ہے کہ اگر کسی حج کرنے والے کے پاس کچھ رقم کم ہو تو کچھ تعاون کیا جا سکتا ہے۔

وَتَزَوَّدُوْ فَاِنَّ خَيْرًا لزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰاُولِى الْاَلْبَابِ. (البقرۃ ۱۹۷. پ ۲)

''سفرِ حج کے لئے زادِ راہ ساتھ لے جاؤ، اور سب سے بہتر زادِ راہ پرہیز گاری ہے، پس اے ہوش مندو! میری نافرمانی سے پرہیز کرو۔''

حج کی رقم پر زکوٰۃ نہیں

حج کے لئے جمع کروائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ نہیں کیونکہ وہ رقم اس کی ملکیت سے نکل چکی ہے۔

کیا کرایہ پر دیے گئے مکان، دوکان پر زکوٰۃ ہوگی؟

گھر کے لئے پلاٹ ہو تو زکوٰۃ نہیں البتہ فروخت کے لئے پلاٹ پر سیل کے وقت زکوٰۃ ہوگی۔ کرایہ پر دی ہوئی دوکان اور مکان کی سالانہ بچت پر زکوٰۃ دینا ہوگی ہے

پگڑی، پراویڈنٹ فنڈ کب تک زکوٰۃ سے مستثنیٰ

پراویڈنٹ فنڈ کی رقم جب ملازم کو اس کی ریٹائرمنٹ پر ملے گی اور اسے ایک سال گزر جائے گا تو پھر اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ اس سے پہلے وہ اس کے قبضہ میں نہ تھی وہ اس کے تصرف کا مالک نہ تھا۔ اسی طرح پگڑی پر دی ہوئی رقم کی واپسی تک زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ وہ دوکان کی ملکیت کی شکل میں ہے اگر وہ پگڑی نہ دیتا تو اسے دکان حاصل

نہیں ہوسکتی تھی بے شک وہ اس دکان کا کرایہ ادا کرتا ہو۔ واپسی پر ایک سال کی زکوٰۃ دینا چاہیے۔ اسکو صفحہ ۱۲۴ والے مسئلہ پر قیاس کرنا چاہیے۔

کیا نصاب پورا کرنے کے لئے سونا اور چاندی دونوں کو جمع کیا جائے؟

اگر کسی کے پاس سونے اور چاندی میں سے کسی کا نصاب بھی پورا نہیں ہے تو اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان دونوں کو جمع کر کے نصاب پورا کیا جائے گا اور اس سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ لیکن دوسرے آئمہ اس کے خلاف ہیں ان کے نزدیک جب تک سونا اور چاندی الگ الگ نصاب کو نہ پہنچیں زکوٰۃ دینی واجب نہیں ہے ان دونوں کو باہم ملا کر نصاب پورا نہیں کیا جائے گا اور یہی مسئلہ صحیح ہے کیونکہ یہ دونوں دھاتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

عورت اپنے مال اور زیور کی خود زکوٰۃ ادا کرے

عورت کا مال عورت کی ملکیت ہوتا ہے جس کا مرد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس لئے عورت از خود اپنی زکوٰۃ ادا کرے گی۔ ہاں اگر عورت اپنے خاوند سے یہ کہہ دے کہ آپ میری طرف سے زکوٰۃ ادا کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

اپنی زکوٰۃ سے دوسرے کا قرض منہا کرنا

اگر قرض زکوٰۃ میں وضع کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ مقروض اس پر راضی ہو کیونکہ بعض مقروض اپنی غیرت کی وجہ سے یہ پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح بعض قرض خواہ اپنی رقم کی وصولی کی جلدی میں ایسا کرتے ہیں اس احتیاط کے بعد زکوٰۃ کی شکل میں قرض وصول کیا جا سکتا ہے کیونکہ جب مقروض مستحقِ زکوٰۃ ہے تو قرض معاف کیا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○(البقرة ۲۸۰. پ۳)

''تمہارا قرض دار تنگ دست ہو، تو ہاتھ کھلنے تک اسے مہلت دو اور جو صدقہ کر دو تو یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے، اگر تم سمجھو۔''

زکوٰۃ کمپنی یا شیئر ہولڈرز پر۔ حصص کی زکوٰۃ مارکیٹ ویلیو پر

کمپنی کے شیئرز پر زکوٰۃ کے کیا احکام ہیں؟ اس سلسلے میں تین باتیں قابل ذکر ہیں۔

ا۔ کمپنی پر بحیثیتِ کمپنی (جو شخص قانونی ہے) زکوٰۃ واجب نہیں۔ اس کا مدار خلطة الشیوع (شراکت) کے مسئلے پر ہے۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام حنبلؒ کے ہاں خلطۃ الشیوع کا اعتبار ہے اور زکوٰۃ مجموعہ پر واجب ہوتی ہے اور امام شافعیؒ کے ہاں یہ بھی تصریح ہے کہ خلطۃ الشیوع کا اعتبار صرف چوپائے ہی میں نہیں، اموالِ تجارت میں بھی ہوتا ہے، اس لئے ان کے ہاں کمپنی پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگرچہ کمپنی ایسا شخص نہیں جو مکلّف ہو اور زکوٰۃ ایک عبادت ہے جو مکلّف پر واجب ہوتی ہے، لیکن شافعیہ کا اصول یہ ہے کہ زکوٰۃ انسان پر نہیں بلکہ اموال پر واجب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں نابالغ کے مال میں بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، حالانکہ وہ مکلّف نہیں لہٰذا ان کے ہاں شیئر ہولڈرز کی بجائے کمپنی پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں یہ اصول موجود ہے۔

لاثنی فی الاسلام ''یعنی ایک مال پر دوہری زکوٰۃ نہیں ہوتی۔''

حنفیہ کے ہاں خلطۃ الشیوع کا اعتبار نہیں اور ان کے ہاں زکوٰۃ انسان پر واجب ہوتی ہے، اس لئے حنفیہ کے ہاں کمپنی پر بہ حیثیت شخص قانونی زکوٰۃ نہیں، شیئرز ہولڈرز پر

زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۲۔شیئرز پر زکوٰۃ کس حساب سے دی جائے گی؟اس میں دو باتیں قابل غور ہیں۔
ایک یہ کہ شیئرز کی قیمتیں تین طرح کی ہیں۔(۱) فیس ویلیو۔یعنی سرٹیفکیٹ پر لکھی ہوئی قیمت (۲) مارکیٹ ویلیو۔یعنی بازاری قیمت جس پر شیئرز بازار میں فروخت ہوتے ہیں۔(۳) بریک اپ ویلیو۔(Break Up Value) یعنی اگر کمپنی تحلیل ہوتو ہر شیئر کے مقابلے میں کمپنی کے اثاثوں کا جو حصہ آئے گا وہ بریک اپ ویلیو ہے۔ان تین طرح کی قیمتوں میں سے کس حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی؟اگر کسی کمپنی کی بریک اپ ویلیو بہ آسانی معلوم ہوسکتی ہوتو غالبًا زکوٰۃ کے حساب کی بنیاد بننے کے لئے وہ سب سے زیادہ موزوں ہے لیکن بریک اپ ویلیو کا تعین بہت مشکل ہے اور عام حصہ داروں کے لئے تو بہت ہی مشکل ہے۔لہٰذا اس بات پر تقریبا تمام علمائے عصر کا اتفاق ہے کہ بازاری قیمت کا اعتبار ہوگا۔اس لئے کہ قیمتِ اسمیہ (فیس ویلیو) اگرچہ ابتداءً سرمایہ لگاتے وقت تو حقیقت کی نمائندگی کرتی ہے مگر جب سرمایہ کمپنی کے اثاثوں میں بدل جائے گا تو اب فیس ویلیو حقیقت کے زیادہ قریب نہیں اس لئے کہ اثاثوں کی قیمت کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔مارکیٹ ویلیو میں اثاثوں کے علاوہ دوسرے عوامل اثر انداز ہوں تب بھی مارکیٹ ویلیو حقیقت کے زیادہ قریب ہے۔(اسلام اور جدید معیشت وتجارت)

تنخواہ دار جو ہر ماہ ایک خاص رقم بچالیتا ہے کس طرح زکوٰۃ ادا کرے

اس طرح جمع ہونے والی رقم پر اسے اصولی طور پر حق حاصل ہے کہ وہ ہر مہینے جمع ہونے والی رقم کا حساب لگا کر ماہانہ حساب سے زکوٰۃ ادا کرے۔اگر اس میں مشکل محسوس کرتا ہوتو اسے وسعتِ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سال کے آخر میں سال بھر کی جمع شدہ

رقم پر زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔

کئی سالوں پر محیط کمیٹی ڈالنے والے پر زکوٰۃ کا حکم

مثلاً تین سال کی کمیٹی ہے ایک شخص کی کمیٹی گیارہویں ماہ میں نکل آئی ہے۔(5000x11 = 55000) آخری آدمی کو کمیٹی 36 ماہ بعد (180000) روپے ملے گی۔ جس آدمی کی کمیٹی پہلے نکل آئی اسے اس ادا شدہ اقساط کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس رقم میں اس کا ابھی تک اتنا ہی حصہ ہے جتنی قسطیں اس نے جمع کروائی ہیں باقی رقم تو اس کے ذمہ قرض ہے۔ جس شخص کی کمیٹی آخر میں نکلی ہے وہ آخر میں زکوٰۃ ادا کرے گا کیونکہ پہلے وہ اس کا مالک نہیں تھا یہ رقم اب اس کے قبضہ میں آئی ہے لہٰذا اسے کمیٹی ملنے پر زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔

دائمی بیمار، نابالغ اور یتیم کی زکوٰۃ کون ادا کرے

اگر کوئی دائمی مریض، نابالغ اور یتیم صاحبِ نصاب ہے تو درجِ ذیل فرمان کے مطابق اس کی زکوٰۃ اس کا سرپرست ادا کرے گا۔

مَنْ وَلِيَ يَتِيمًا فَلَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ لَهُ وَلَا يَتْرُكْهُ حَتّٰى تَأْكُلَهُ الصَّدَقَةُ(ترمذی، کتاب الزکوٰۃ)

''جو کوئی یتیم کا والی بنایا جائے اسے چاہیے کہ وہ یتیم کے مال سے تجارت کرے اور اسے ویسے ہی نہ چھوڑ دے کہ اس کو زکوٰۃ ختم کردے''۔

بچوں کے نام پر پلاٹ، بنک بیلنس، زیور پر زکوٰۃ

جیسا کہ صفحہ ۴۹ پر آپ ﷺ کا ارشاد گزر چکا ہے کہ آپ نے اولاد اور ان کے مال کا ماں باپ کو حق دار قرار دیا ہے۔ بالخصوص غیر شادی شدہ بچے خاص کر جن کی اپنی کوئی

آمدن اور کمائی نہیں اس کی زکوٰۃ والدین کو ادا کرنا ہوگی، یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ جب کوئی اہم ضرورت پیش آ جائے تو والدین ننھی منھی بچیوں کے زیور بیچ کر ضرورت پوری کرتے ہیں۔

قرض کی زکوٰۃ کس پر ہوگی؟

قرض کاروباری ضرورت کے لئے ہو یا ذاتی مجبوری کی خاطر۔ زکوٰۃ دیتے ہوئے اس کو حساب و کتاب میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص نے پانچ لاکھ قرض دینا ہے وہ سارے سرمایہ سے پانچ لاکھ منہا کر کے زکوٰۃ ادا کرے گا، اگر قرض پر ہی کاروبار کر رہا ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں البتہ اگر وہ جان بوجھ کر قرض ادا نہیں کر رہا جیسا کہ بنکوں اور بعض قرض خواہ حضرات کو لوگ قرض واپس نہیں کرتے اور اپنی جائیداد یا کاروبار کو وسیع کرتے جاتے ہیں ایسے لوگوں پر صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ہوگی۔ اسی طرح ہی اگر کسی کو قرضِ حسنہ دیا ہے تو جب تک دوسرا استعمال کرتا رہے گا۔ علماء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس پر بھی صرف وصولی کے موقع پر فقط ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

جامد سرمایہ اور ڈوبی ہوئی رقم (ڈیڈ منی) کی زکوٰۃ فقط ایک سال

عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ اَبِیْ تَمِيْمَةَ السُّخْتِيَانِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ كَتَبَ فِیْ مَالٍ قَبَضَهُ بَعْضُ الْوُلَاةِ ظُلْمًا يَاْمُرُ بَرَدِّهٖ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيُؤْخَذُ زَكٰوةٌ لِمَا مَضٰى مِنَ السِّنِيْنَ ثُمَّ عَقَبَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِكِتَابٍ اَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُ اِلَّا زَكٰوةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِنَّهُ كَانَ ضِمَارٌ (رواہ مالک)

"حضرت ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ

علیہ نے مال کے بارے میں جسے بعض حاکموں نے ظلم سے چھین لیا تھا لکھا کہ مالک کو اس کا مال واپس کریں اور اس میں سے گزرے ہوئے سالوں کی زکوٰۃ وصول کر لیں۔ پھر اس کے بعد خط لکھا کہ اس مال سے گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ کی بجائے صرف ایک سال کی زکوٰۃ لی جائے۔"

نیتوں کا حال تو اللہ علیم وخبیر جانتا ہے اگر کوئی مالِ تجارت جس کی سیل رک چکی ہے کئی سال سے یوں ہی پڑا ہے۔ سیل ہونے کے بعد ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

کیا مرحوم کی طرف سے زکوٰۃ ادا ہو سکتی ہے؟

اکثر علما کا خیال ہے کہ مرنے والے کے ذمہ زکوٰۃ ہو تو اس کے ورثا کی طرف سے زکوٰۃ ہو سکتی ہے۔ جس طرح قرضہ معاف نہیں ہوتا چاہے ادائیگی کی وصیت کر کے فوت ہوا یا بغیر وصیت کے۔ قرآن مجید کا حکم ہے کہ اس کی وراثت تقسیم کرتے وقت پہلے قرض ادا کیا جائے امام مالک، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان کا اس آیت سے استدلال یہ ہے کہ اگر شخصی قرضہ اس کے فوت ہونے کے بعد ادا ہو سکتا ہے تو زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کا قرض اور مساکین کا حق ہے اسے تو بدرجۂ اولیٰ ادا ہونا چاہیے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اگر اس نے زکوٰۃ کی ادائیگی کی وصیت نہیں کی تو اب زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ جس طرح مرنے کے بعد نماز، روزہ اس کی طرف سے ادا نہیں ہو سکتے کیونکہ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے اور یہ عبادت ہے۔ عبادت کے لئے نیت کرنا ضروری ہے اور اس کی نیابت نہیں ہو سکتی۔ اگر ورثا اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کریں گے تو زکوٰۃ کی بجائے عام صدقہ ہوگا مرنے والے پر زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا گناہ اسی طرح قائم رہے گا۔ اس بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نقطہ نظر زیادہ اقرب الی الصواب ہے کیونکہ آپ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی کہ میری والدہ نے نذر مانی تھی وہ اسے پورا کرنے سے پہلے فوت ہو چکی ہے۔ کیا میں نذر

ادا کر سکتی ہوں؟ تب آپ نے فرمایا۔

اِقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ (بخاری)

''اللہ کے قرض کو ادا کرو کیونکہ وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔''

مصنف کے ساتھ چند لمحات

میاں محمد جمیل ۱۹۴۷ء کو گوہڑ چک ۸ ضلع قصور، اَرائیں فیملی میاں محمد ابراہیمؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں پنجاب میں علمی دینی اور تبلیغی لحاظ سے بڑے بڑے علما اور قومی رہنماؤں کا مرکز رہا ہے۔

سکول کی ابتدائی تعلیم کے بعد میاں صاحب نے اپنے گاؤں میں قرآن پاک حفظ کیا پھر جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ میں دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم حاصل کی۔ اب لاہور میں کاروبار کے ساتھ مسجد ابو ہریرہ کی خطابت اور اکیڈمی کی نظامت کے فرائض آنریری طور پر سرانجام دے رہے ہیں۔

تعارف ابو ہریرہ اکیڈمی

اکیڈمی نے 1997 میں انقلابی قدم اٹھا کر چار سال میں درس نظامی بمع بی۔اے کروانے کا اہتمام کر رکھا ہے اسی طرح جدید انداز اور شستہ زبان میں لٹریچر تیار کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ یہ لٹریچر تعلیم یافتہ حضرت کے لیے گرانقدر سرمایہ ہے۔ خود پڑھیں اور لوگوں کو پڑھائیں تاکہ تعلیم نبوت عام ہو جائے۔

شرائط داخلہ

میٹرک کے امتحان کے بعد تاہم فیل ہونے کی صورت میں طالب علم کو فارغ کر دیا جائے گا۔

تالیفات (از قلم میاں محمد جمیل)

۱۔آپ ﷺ کا حج: نہایت مختصر مگر جامع، حج کے ہر رکن کا فلسفہ۔(چوتھا ایڈیشن اگست ۲۰۰۳ء)-/15

۲۔آپ ﷺ کی نماز: قیام وسجود کی عملی تصاویر۔(ساتواں ایڈیشن ۲۰۰۳ء)-/15

۳۔فضیلت قربانی اور اسکے مسائل: جذبہ قربانی، قوموں کی زندگی کا محرک اور بقاء کا ضامن (چوتھا ایڈیشن ۲۰۰۳ء)-15

۴۔سیرت ابراہیم علیہ السلام: ابوالانبیاء کی عظیم جدوجہد اور ابدالآباد تک رہنے والے اثرات وثمرات۔(ساتواں ایڈیشن اکتوبر ۲۰۰۳ء)-/55

۵۔آپ ﷺ کا تہذیب وتمدن: آپ ﷺ کے تہذیب وتمدن کے انقلاب آفرین نتائج اور مسلمانوں کے کلچر کے انمٹ نقوش۔(پانچواں ایڈیشن اکتوبر ۲۰۰۲ء)-/50

۶۔اتحادِ امت اور نظم جماعت: امت کو متحد رکھنے کا آخری نقطہ۔(دوسرا ایڈیشن ۲۰۰۲ء)-/50

۷۔مشکلات کیوں؟ نکلنے کے الہامی راستے: (چھٹا ایڈیشن اکتوبر ۲۰۰۳ء)-/50

۸۔انبیاءؑ کا طریقہ دعاء: وہ دعا جو تقدیر بدل دیتی ہے۔انبیاء کی مستجاب دعائیں۔ (تیسرا ایڈیشن اکتوبر ۲۰۰۳ء)-/40

۹۔زکوٰۃ کے مسائل وفوائد : (دوسرا ایڈیشن اکتوبر ۲۰۰۳ء)-/45

۱۰۔دین تو آسان ہے: دین سے دور رہنے کا اب کوئی بہانہ قبول نہ ہوگا۔(دوسرا ایڈیشن)-/60

۱۱۔برکات رمضان: روزے کا فلسفہ اور اس کے روحانی، جسمانی فوائد۔(دوسرا ایڈیشن)-/40

۱۲۔جادو کی تباہ کاریاں........ان کا شرعی علاج۔-/35

فہم الحدیث مشکوٰۃ المصابیح سے 2650 ایسی روایات جن پر اہل حدیث، دیوبندی اور بریلوی علماء کا مکمل اتفاق ہے۔روایات اور ابواب مشکوٰۃ کی ترتیب کے مطابق ترجمہ نہایت شستہ، روایات کے تعارض میں تطبیق، ابتداً ہر باب کا مفہوم،

آخر میں اس کا خلاصہ جس کے پڑھنے سے 90% مسائل ایجوکیٹڈ اصحاب کو کسی عالم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مدرّسین حضرات کے لیے بھی معاون ثابت ہوگی۔ انشا اللہ قیمت -/450

❁❁❁❁❁

ہر مکتب فکر کے خطباء اور طلبہ کے لیے مفید ترین خطبات

از قلم: پروفیسر حافظ عبدالستار حامد (وزیر آباد)

1۔ خطبات سورۃ نور
2۔ خطبات سورۃ فاتحہ
3۔ خطبات سورۃ کہف
4۔ خطبات سورۃ مریمؑ
5۔ خطبات سورۃ یٰسین
6۔ خطبات آیت الکرسی
7۔ خطبات سیرت مصطفیٰ ﷺ
8۔ انوار رمضان
9۔ خطبات سورۃ یوسف علیہ السلام

خاص و عام حضرات کے لیے یکساں مفید

از قلم: حافظ عبدالشکور (گوجرانوالہ)

1۔ رسول اللہ ﷺ کے آنسو
2۔ رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹیں
3۔ پنج سورۃ مع قرآنی دعائیں
4۔ تعلیم الرسول ﷺ
5 وظائف محمدیہ
6۔ صحیح اسلامی واقعات
7۔ حیات صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان افروز واقعات

نشریات اکیڈمی

از قلم میاں محمد جمیل

۱۔ دین تو آسان ہے

۲۔ برکاتِ رمضان

۳۔ آپ ﷺ کا حج

۴۔ انبیاءؑ کا طریقہ دعا

۵۔ سیرتِ ابراہیم علیہ السلام

۶۔ زکوٰۃ کے مسائل وفوائد

۷۔ اتحادِ امت اور نظم جماعت

۸۔ آپ ﷺ کا تہذیب وتمدن

۹۔ فضیلت قربانی اور اس کے مسائل

۱۰۔ مشکلات کیوں؟ نکلنے کے الہامی راستے

۱۱۔ جادو کی تباہ کاریاں۔ ان کا شرعی علاج

۱۲۔ آپ ﷺ کی نماز' قیام' سجود کی عملی تصاویر

فہم الحدیث

مشکوٰۃ المصابیح سے متفق علیہ' بخاری ومسلم کی مکمل روایات ان پر
محدثین' دیوبند' بریلوی اور اہلحدیث علماء کا اتفاق ہے اس کے
پڑھنے کے بعد 80% مسائل کسی عالم سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی

تیسرا ایڈیشن صفحات 1240 قیمت سیٹ -/600

منفرد تفسیر

فہم القرآن

ابن کثیر، کشاف، جامع البیان، رازی ودیگر عربی تفاسیر کا خلاصہ، اور تفسیر ثنائی' احسن، معارف،
تدبر، تیسیر وتفہیم القرآن کے اہم نکات پر مشتمل' جدید وقدیم علوم کا سنگم۔ جس میں لفظی ترجمہ حل لغات،
تفسیر بالحدیث کا التزام۔ پہلے پانچ پاروں پر محیط جلد اول رمضان 2005 میں دستیاب ہوگی انشاءاللہ